يَدُ اللهِ عَلَى الجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا

طَرِيْقُ النَّجَاتِ مُتَابِعَةِ اهلِ سُنَّةِ و الجَمَاعَة

نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت و (پیروی) میں ہے

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷)

مکتوباتِ امامِ ربانی میں

عقائدِ اہلِ سُنت وجماعت

مرتبہ:

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر:

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی، ایکسائز کیم ٹیوب ویل، سمن آباد، لاہور

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ

هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا بار بار ذکر کرو، کیونکہ وہ مشک کی مانند ہے اسے جتنا بکھیریں خوشبو آتی ہے

جواہر البحث (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا

طَرِيْقُ النَّجَاتِ مُتَابَعَةِ اهلِ سُنَّةِ والْجَمَاعَةِ

نجات کا طریقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت و (پیروی) میں ہے

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷)

مکتوباتِ امامِ ربّانی میں

عقائدِ اہلِ سُنت وجماعت

مرتبہ:

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲، ایکڑ اسکیم نیو مزنگ، سمن آباد، لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۳۷

نام کتاب	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت و جماعت
مرتبہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
صفحات	۱۱۲
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور
کمپوزنگ	کاشف حمید، محمد ناظم بشیر نقشبندی

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس 042.7571809 موبائل 0321-7574414

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس حقیر کاوش کو سراج الامہ، امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کرنے میں خاص روحانی لطف وسرور محسوس کرتا ہے کیونکہ آپ فقہ کے بانی ہیں اور تین چوتھائی علم فقہ آپ کو مسلّم ہے۔ آپ سنت نبوی کی پیروی میں تمام مسلمانوں بلکہ آئمہ دین سے بھی آگے ہیں۔ آپ احترام کے باعث مرسل احادیث پر بھی مسند احادیث کی طرح عمل کرتے تھے۔ اقوال صحابہ اور مرسل احادیث کو بھی اپنی رائے پر ترجیح دیتے تھے آپ دین کے سردار اور مسلمانوں کے رئیس ہیں آپ مسلمانوں کے سواد اعظم کے پیشوا اور اللہ کا نور (نور ہدائت) ہیں آپ کی تقلید تا قیامت مسلمانوں کو گمراہی سے نجات اور ہدائت کا نور مہیا کرتی رہے گی۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

قدس الله سره العزيز

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی السرهندی

١٣٥١

وبلغ أمر الشيخ إلى أن كان

يخبر بالأمر قبل كونه فيكون كما يخبر به

لا يتأخر شيء

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ یہاں تک

پہنچ چکا ہے کہ شئی کے موجود ہونے سے پہلے آپ خبر دیتے

اور شئی ویسی ہی ہوتی جیسی آپ سے صادر ہوتی

(حضرت شیخ [illegible])

فہرست

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

پیش لفظ

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی

اسلام ایک کامل و اکمل اور ہمہ گیر آفاقی دین ہے جو پچھلے جملہ مذاہب و ادیان کا ناسخ اور جامع بھی ہے اس کا ماخذ اول قرآن حکیم ہے جو کلام الٰہی ہے اور اس کلام مبین کی تشریح و توضیح کلام رسول یعنی حدیث نبوی ہے جو دوسرا ماخذ ہے کتاب و سنت میں عقیدہ کی اہمیت پر پورا زور دیا گیا ہے اور دین اسلام کی اساس و بنیاد ہی عقائد کی کامل صحت و درستگی پر ہے عقائد سے مراد ایمانیات ہیں اور اعمال سے مراد اسلام ہے ایمان بنیاد ہے اور اعمال اس پر تعمیر ہے اگر ایمان درست نہیں تو اعمال کی بھی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ جس کی بنیاد ہی درست نہ ہو اس پر تعمیر فائدہ مند نہیں اور اگر ایمان درست ہے تو اعمال بھی مقبول و مفید ہیں اور ان پر اجر و ثواب ہے تاہم اگر اعمال میں کچھ کمی بھی ہوئی تو ایمان کی برکت سے وہ کمی پوری ہو جائیگی جسطرح دین اسلام کا بنیادی و اساسی اور اہم عقیدہ توحید و رسالت ہے اسی طرح دوسرے متعلقہ عقائد بھی اس کی شاخیں ہیں جن پر پختہ اعتقاد، بھروسہ اور یقین لازمی ہے برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی کے مطابق اہل سنت و جماعت کے عقائد کی ترجمانی گذشتہ کئی صدیوں سے جاری تھی یہاں تک کہ علماء احناف نے اس پر متعدد تصانیف پیش کیں جنکی تفصیل طویل ہے البتہ ان تصانیف کے حوالے سے مکتوبات امام ربانی، مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور فتاوی عالمگیری کو ایک خصوصی درجہ

حاصل ہے ان کتب میں عقائد اہل سنت کی بھر پور وضاحت اور تفصیل موجود ہے۔ پچھلی صدی کی عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مخالفین عقائد اہل سنت کا مکمل رد کیا ہے بلکہ ان موضوعات پر مدلل و مفصل کتابیں تصنیف کی ہیں جس سے غیر مقلدوں، سلفیوں، رافضیوں، خوارج، صلح کلیوں اور دیو بندی مکتبہ فکر کے پھیلائے ہوئے فساد عقائد کا پول کھول دیا ہے اور حقائق و معارف کی شمعیں فروزاں کی ہیں دیو بندی مکتبہ فکر جو بزعم خویش سنی کہلاتے ہیں لیکن برملا اور خفیہ دونوں طریقوں سے غیر مقلدوں، سلفیوں اور نجدیوں کے ہمنوا ہیں بلکہ انکے عقائد کو خوب اچھا جانتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں یہ تصریح موجود ہے جبکہ اس کے برعکس غیر مقلد، سلفی اور نجدی مقلدین کو برملا بدعتی و گمراہ اور مشرک کہتے اور لکھتے ہیں اب یہ فیصلہ تو دیو بند مکتبہ فکر کی عدالت میں ہے کہ اگر ان کے عقائد اچھے ہیں تو یہ اپنے مؤیدوں کے پیچھے کیوں پڑے ہیں اور انہیں کیا سمجھتے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو یہ باطل پر اور اگر یہ صحیح ہیں تو یہ پھر منافقت اور صلح کلی اور باہمی روابط دینی و قلبی کا کیا جواز ہے ان حضرات کی شورشوں سے عقائد کے بارے ایک وسیع خلفشار پیدا کیا گیا ہے تو اس تناظر میں یہ ضروری تھا کہ پچھلی ڈیڑھ دو صدیوں سے پھیلائے ہوئے اس تاریک ماحول کو صحت عقائد کے نور سے روشنی بخشی جائے تاکہ ظلمت و نور، حق و باطل، غلط اور صحیح کا امتیاز ہو جائے، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت و شریعت کی مسلمہ اور مستند ہستی ہیں اور سبھی ان کے فضائل اور جلالت علمی و فکری کے قائل ہیں۔

ان کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

انہوں نے نہ صرف اکبری دین الٰہی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جملہ خرافات اکبری کا قلع قمع کیا اور بطور مجدد دین وملت، ملت اسلامیہ کی کامل راہ نمائی کی اور دین اسلام کے احیاء کی عظیم وبلیغ سعی فرمائی اور باطل قوتوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ مجدد ربانی ملت اسلامیہ کے عظیم محسنوں میں سے ہیں جس میں کسی کو کلام نہیں "مکتوبات" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ایک اہم تحفہ ہے اور ان مکتوبات میں جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ دین حق کی بالادستی، کتاب وسنت کی اہمیت وضرورت اور فقہ حنفی کی تقلید وپیروی ہے اور اسی روشنی میں اہل سنت وجماعت کے مسلمہ عقائد کی مکمل ترجمانی بھی ہے زیر نظر کتاب "مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت وجماعت" اس سلسلے کی کڑی ہے جسے ہمارے مخدوم صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب نے بڑی جانفشانی وعرق ریزی کے بعد پیش کیا ہے۔ صوفی صاحب موصوف میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین شرقپور شریف کے دبستان فیض کا شگفتہ گلاب ہیں جنکی مہک شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی خوشبو اور رنگ سمیٹے ہوئے ہیں میاں جمیل احمد صاحب اگر فیضان نقشبندیہ کا پاکیزہ تالاب ہیں تو صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی اس حوض کرم کا تروتازہ اور شاداب کنول ہیں۔ صوفی صاحب اب ماشاء اللہ کثیر التصانیف ہیں اور ہر آنیوالی پیشکش ایک خصوصی آہنگ لئے ہوئے ہے

اس کتاب میں انہوں نے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہل سنت و جماعت کی انتہائی حسین، موثر اور مدلل پیرائے میں ترجمانی کی ہے کہ قارئین پڑھنے کے بعد خود ہی حقائق جان لیں گے کہ اہل سنت و جماعت جو سواد اعظم ہے انہی کے عقائد حق وصواب ہیں اور سلف وخلف کا یہی عقیدہ ہے اور اس سلسلہ میں پھیلائی ہوئی باتیں نہ صرف دھوکا بلکہ گمراہی کی بے جا وکالت ہے۔ اس وقت اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی تو مخدوم نے اس کمی کو بدرجہ احسن واتم پورا کیا ہے اللہ تعالیٰ انکی سعی مشکور ومقبول فرمائے اور لوگوں کیلئے کامل راہنمائی اور صراط مستقیم کی صحیح نشاندہی کا باعث ہو۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت وجماعت

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستگی پر بڑا زور دیا ہے۔ چونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لئے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اس کی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کیئے جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور از راہ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف اور فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لئے دوسرے کفار و مشرکین کی طرح یہ بھی آتشِ دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔ [۱]

ترجمہ: اے نبی تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ عذاب اتارے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"کہ کفار کے اعمال کو ہم آخرت میں ذرہ بے مقدار کی طرح اُڑا کر نیست بابود کردیں گے"

قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

ہم ان کے اعمال کا وہی حشر کریں گے جو تیز آندھی، راکھ کے ڈھیر کا کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چوتھی جگہ فرمایا: فلا نقیم لھم یوم القیمہ وزنا یعنی بدعقیدہ

۱۔ پ ۱۰، سورت التوبہ

لوگوں کے اعمال کا ہمارے ہاں کوئی وزن نہیں اور ان کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کی وجہ اُن کی بدعقیدگی اور بے دینی ہے۔ عقیدہ کی شقاوت انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔ درستگی عقیدہ کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جس جگہ بھی نیک اعمال کا ذکر آیا ہے اس سے پہلے ایمان اور عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بار بار تکرار سے ظاہر فرمایا بہت سے نصاریٰ ایسے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ پر سے اعتراضات کے دفاع میں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں مگر آپ پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اُن کے لئے کچھ مفید نہ ہوا۔ یہ محض ظاہری تعظیم ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت میں گزارے یہ سب بے کار ہے۔

ہر چیز کی آزمائش میں یہ دیکھا جاتا ہے جو باتیں واقع ہونی چاہئیں وہ اس میں موجود ہیں یا نہیں۔ حقیقی مومن بننے کے لئے دو باتیں درکار ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعظیم و تکریم اور تمام چیزوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت۔ اس بات کی آزمائش کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے تم کو عقیدت و محبت ہو یا وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کریں تو آپ کے دلوں سے اُن کی عظمت اور اُنکی محبت بالکل نکل جائے۔ اُن کی محبت و عقیدت کا تمہارے دلوں میں نام و نشان باقی نہ رہے۔ اُن کی صورت اُن کے نام سے بھی نفرت کریں اور اِن سے کسی رشتے، دوستی، الفت کا پاس ولحاظ نہ کریں۔ مذکورہ بالا آیت نمبرا میں صاف فرمایا کہ بدعقیدہ لوگوں سے سچا مومن دوستی نہیں کرے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا جو ان سے دوستی کرے وہ مسلمان

نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کی اہمیت بیان فرمائی کہ باپ بیٹے بھائی عزیز و اقارب سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا بھی صاحب عظمت، کیسا ہی محبوب ہو، بدعقیدہ ہو جانے کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت کے آگے آپ نے کسی کا پاس نہ کیا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

۱۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کردے گا۔ اس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا ہوا مٹایا نہیں جا سکتا۔

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

۳۔ تمہیں جنت میں لے جائے گا جہاں نہریں بہتی ہیں۔

۴۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ وہم و گمان سے کروڑوں درجہ زیادہ۔

۵۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بدعقیدہ لوگوں کو دوست نہ بنانے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ، وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ہ ۲؎

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی۔ چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتے ہو اللہ والے ہی مراد کو پہنچتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہلسنت و جماعت کا احاطہ اس مقالہ میں کرنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ آپ نے مکتوباتِ امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح اور وضاحت بڑی شرح و بسط سے اس انداز میں کی ہے کہ عقائد اہلسنت و جماعت کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی فرقوں کا ذکر کیا اور اہلسنت و جماعت کو ناجی فرقہ قرار دیتے ہوئے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی اور اسی پر

۲۔ پ ۲۸۔ المجادلہ

زندہ رہنے کی دعا ان لفظوں میں کی:

''پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں بہتر (۷۲) فرقے بن گئے تھے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی تھے۔ قریب ہے کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اسی نجات پانے والے فرقے کا نام اہلسنت وجماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اہلسنت وجماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور ان حضرات ہی میں ہمارا حشر ونشر ہو'' [۳]

مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی سلسلے میں نصیحت فرمائی تھی:

''پس چاہئے کہ اہلسنت وجماعت کے معتقدات پر اپنے عقائد

۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷

کا دار و مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔
دوسروں کی لفاظی اور چرب زبانی پر اعتماد کرنا اپنے دین کو ضائع
کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید ہو
ورنہ محنت رائیگاں جائے گی''[۴]

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و فضل سے ہمیں اہلسنت و جماعت سے بنایا جو ناجی گروہ ہے، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''اس دولت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے
محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی
فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنت و جماعت ہے۔ نفس پرستوں
اور نئے فرقوں میں ہمیں مبتلا نہ کیا۔[۵]

نجات پانے والی جماعت یعنی فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہے۔ نجات صرف اہلسنت و جماعت کی ہوگی اور دوسرے تمام فرقے گمراہ ہیں اور وہ جہنم میں جائیں گے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے:

''نجات کا طریقہ اہلسنت و جماعت کی متابعت میں ہے اللہ
سبحانہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال و افعال اور اُصول و فروع میں

۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۱ ۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب

برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے اور اس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا خواہ آج کسی کو علم نہ ہو لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل جائے گا لیکن فائدہ نہیں ہوگا۔''[6]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر پورا زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر جمع رکھا جائے۔ سارے مسلمان اہل حق کی جماعت سے پوری طرح وابستہ رہیں اور خصوصاً عقائد میں کوئی اس سے سرِ مو انحراف نہ کرے کیونکہ اہلسنت کے عقائد سے ذرا بھی انحراف کرنا حق وصداقت اور دین و دیانت سے انحراف ہے اور ایسا کرنا شجرہ اسلام میں اپنے نظریات کی پیوند کاری ہے۔ جس کی شریعت مطہرہ قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ سرمایہ ملت کے عظیم نگہبان نے مرزا داراب بن خان خانان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے تلقین فرمائی:

''منعمِ حقیقی کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کی آراء کے مطابق درست کیا جائے اس کے بعد اس گروہ کے مجتہدین عظام کی تحقیقات کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس عالی قدر جماعت کے صوفیائے کرام کے طریقے پر راہِ سلوک

۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۴۹

طے کرتا ہوا اپنا تزکیہ نفس کرے۔ اس آخری رکن کا وجوب درجہ ء استحسان میں ہے بخلاف دونوں پہلے ارکان کے کیونکہ اسلام کے کمال سے متعلق ہے اور وہ عمل جو ان ارکانِ ثلاثہ کے خلاف ہو خواہ وہ سخت ریاضت یا شدید مجاہدے کی قسم ہی سے کیوں نہ ہو، داخلِ معصیت ہے ایسا کرنا اُس منعمِ حقیقی جلّ سلطانہ، کی نافرمانی اور ناشکری ہے۔ ے

مرزا بدیع الزمان کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی حقیقت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا تھا:۔

''سرورِ کونین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو درست کیا جائے۔ اس کے بعد فقہ کے ضروری احکام و مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور وسیلے سے یا بغیر وسیلے کے حق سبحانہ تعالیٰ سے اُس کی رضا طلب کی جائے۔ اللہ سبحانہ تمہیں سلامتی اور عافیت کے ساتھ رکھے۔ سعادت دارین کی دولت سرورِ کون و مکاں ﷺ کی پیروی میں ہے، لیکن اُس طریقے پر جو حضرات علمائے اہلسنت، اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے، نے بیان فرمایا ہے

ے۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۷

یعنی سب سے پہلے بزرگانِ اہلسنت کی آرائے صائبہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ دوسرے درجے میں حلال و حرام اور فرض، واجب، سنت، مستحب مباح اور مشتبہ کا علم حاصل کرے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنا اصل مقصود ہے۔ یہ عملی اور اعتقادی دونوں پَر حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادتِ ازلی مدد فرمائے تو عالمِ قدس کی جانب پرواز میسر آسکتی ہے۔''[۸]

اصول عقائد اور فقہ کی کتابیں ان تصنیفات سے مالا مال ہیں۔ مختصر یہ کہ عقیدے کی درستگی تمام اعمال کی بنیاد ہے اور اسی پر نجاتِ آخرت کا دارومدار ہے۔ افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان عقائد کی درستگی کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ ہر بدعقیدہ کی گفتگو سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ بدعقیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور صحیح عقائد کی دولت و سعادت سے محروم ہو کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ اگر اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں میں بھی سچائی کا نام و نشان ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں بار بار تاکید نہ فرماتے، حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ

۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۵

آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت وجماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو ہوگی۔
اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

''اپنے عقائد اہل سنت وجماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے، کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقیناً ثابت ہو چکی ہے۔ اسمیں غلطی کا امکان نہیں۔۹

''ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو علمائے اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق و موافق کرے (اللہ تعالی ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں

۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۵۹)

کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی اور صرف اہل سنت وجماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ مستقیمہ پر قائم ہے۔ قرآن مجید اور حدیث مبارک سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اعتبار و اعتماد ہیں جو ان علمائے حق نے بیان کیے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر بد عقیدہ اور گمراہ شخص بھی اپنے عقائد فاسدہ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ہی ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے بیان کردہ معنے لائق اعتبار نہیں ہو سکتے۔[۱۰]

''اگر معاذ اللہ ایک بھی ضروری عقیدے میں خلل پڑ گیا تو نجات اخروی کی دولت سے محروم ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔پس سب سے اہم اور عمدہ کام عقیدے کی صحت اور درستی ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ اگر صوفیوں کے وجد و حال کی تمام کیفیتیں ہم کو دے دی جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت وجماعت کے عقائد کے ساتھ زینت نہ بخشیں تو یہ بہت ہی خرابی ہوگی اور اگر تمام برائیاں ہم پر جمع کردی جائیں لیکن

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۹۳

ہماری حقیقت اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ مزین و
آراستہ رہے تو کچھ غم نہیں۔ [۱۱]

''ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اہل
سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق وموافق رکھے کیونکہ
آخرت میں نجات پانے والا صرف یہی گروہ ہے شکر اللہ تعالیٰ
سَعْیَھُم'' [۱۲]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں جا بجا عقائد کی درستگی کی تاکید وتلقین فرمائی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۱ میں حضرت امام ربانیؒ نے کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ آخرت میں نجات صرف اُسی شخص کو نصیب ہوگی جو کہ سُنی العقیدہ ہوگا۔ خدانخواستہ اگر بال برابر بھی عقیدے میں فرق نکلا پھر عذاب دوزخ سے بچنا ناممکن ہے اور خطرہ ہی خطرہ ہے۔ مکتوب کے اقتباس نمبر ۲ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کو پوری وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور ایک نہایت ہی خطرناک فتنہ کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ اے سادہ لوح مسلمانو! تمہارے سامنے ہر بدعقیدہ قرآن وحدیث ہاتھ میں لئے آئے گا اور قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کر کے تم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن آپ لوگ اس بات کو مت بھولیں کہ قرآن

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۳ ۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶

وسنت کا صرف وہی معنی اور وہی تعبیر وتفسیر درست ہے۔ جو علمائے اہلسنت و جماعت نے بیان کئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے آپ نے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر قرآن وحدیث کی ہر تفسیر وتشریح اور تاویل معتبر ہوتی تو صرف ''اهدنا الصراط المستقيم'' کے الفاظ ہی کافی تھے۔ ''صراط الذين انعمت عليهم'' کے الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آجکل بد عقادی کا جو عظیم سیلاب اُٹھ رہا ہے اور ہر طرف خودسری والحاد کا دور دورہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا ہے جو حفاظت دین کے لئے قرآن حکیم اور بزرگانِ دین نے بتایا اور بیان فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ہر عاقل، بالغ مرد وعورت پر پہلا فرض عقائد کی درستگی اور اصلاح ہے۔ کیونکہ نجات اخروی اسی پر موقوف ہے پھر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی خاص طور پر قابل مطالعہ ہے کہ آپ نے عقائد کی درستگی کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

اہلسنت وجماعت جو مسلمانوں کی اصل جماعت اور حق وصداقت کی علمبردار ہے۔ ناجی گروہ اور مسلمانوں کا سوادِ اعظم اسی کو کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:۔

''بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں بٹے اور میری اُمت تہتر
جماعتوں (فرقوں) میں بٹ جائے گی۔ وہ سب جہنم میں
جائیں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ کرام نے
عرض کی یا رسول اللہ! وہ ایک جماعت کونسی ہے! فرمایا،
جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ ۱۳

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اتباع اور صحابہ کرام کی جماعت کی تابعداری کے باعث اہل حق نے اپنی جماعت نام اہلسنت و جماعت رکھ لیا تھا تاکہ بدعقیدہ اور جدید فرقوں سے امتیاز رہے اور نام بھی ان کی حقانیت اور صداقت کی وہ گواہی دے جو فخر دو عالم ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ دوسری حدیث میں آپ نے یوں تذکرہ فرمایا:

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو
گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور
جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا'' ۱۴

۱۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ۱۴۔ ایضاً

یہ حدیث بھی اس امر کی داعی ہوئی کہ اہل حق کی جماعت کے نام میں لفظ جماعت بھی ہونا چاہیے۔ اس برحق جماعت کی ایک واضح خصوصیت نبی اکرم، نور مجسم، فخر دو عالم ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو اُس سے جدا ہوا جدا ہو کر جہنم میں گیا۔ ۱۵

قرآن وسنت، حدیث مبارکہ اور مکتوبات امام ربانی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اہل سنت وجماعت درست اور صحیح ہیں اور ان کے عقائد پر عمل نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اور جماعت کی پیروی میں گمراہی سے نجات ہے۔ اور علمائے اہل سنت وجماعت کے عقائد جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے اس پر عمل لازمی اور ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ومنظور ہیں اور علمائے اہلسنت وجماعت کے موئید ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل مکتوب سے واضح ہے۔

"اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں

۱۵۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ

نے التماس کی تھی کہ ایسی تحریریں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنھوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزیز الوجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا حکم فرمایا'' [۱۶]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح و وضاحت بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں کی ہے۔ آپ کے مکتوبات میں سے اہلسنت و جماعت کے قابلِ ذکر عقائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ

۱۶۔ مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶

حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

"کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے ورے ہی ورے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذات، پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو قیامت کے دن لواء حمد کے اُٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل و اکمل اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی شان و شرف سب سے عظیم۔ اُن کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے، حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور

نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی تھے جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے) قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور اُن کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انھوں نے اپنے حق میں یُوں فرمایا ہے قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں ۔ میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ در گروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کیے جائیں گے تو ان کی طرف سے کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ بند کیے جائیں گے تو اُن کی کفایت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے نا اُمید ہوں گے تو میں ہی اُن کو خوشخبری دوں گا۔ اُس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ اُن پر اور اُن کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقربین اور تمام اہل طاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام و تحیۃ و برکت نازل ہو جو ان کی شان بلند کے لائق ہے۔ جس قدر کہ ذکر کرنے

والے اس کا ذکر کریں اور غافل اس کے ذکر سے غافل رہیں۔ [۱۷]

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ اُسی کی ہستی بذات خود قائم ہے اور جس طرح سے وہ اب ہے، ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ عدم سابق اور عدم لاحق کی اُس ذات مقدس تک رسائی نہیں کیونکہ وجوب وجود اُس کی بارگاہ عالی کا ادنیٰ خادم ہے اور سلب عدم اُس مقدس بارگاہ کا کمترین خاکروب اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جسے عالم کہتے ہیں، خواہ وعناصر وافلاک ہوں، خواہ معقول ونفوس اور خواہ بساط ومرکبات تمام خداوند تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوئے ہیں اور عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ قدم ذاتی اور زمانی صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے اور اس کے ماسوا کے لئے حدیث ذاتی وزمانی ثابت ہے۔ [۱۸]

۳۔ صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

۱۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۱۰

۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۵۷

''اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، محدود اور متناہی نہیں ہے، طویل اور عریض نہیں ہے، دراز اور کوتاہ نہیں ہے، فراخ اور تنگ نہیں ہے۔ وہ فراخی والا ہے۔ لیکن ایسی وسعت کے ساتھ نہیں جو ہمارے فہم میں آسکے۔ وہ محیط ہے لیکن اُس کا احاطہ ایسا نہیں جسکا ادراک کیا جاسکے۔ وہ قریب ہے، لیکن ایسے قرب کے ساتھ نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہے لیکن معیت متعارفہ کے ساتھ نہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے۔ قریب ہے، ہمارے ساتھ ہے لیکن ان صفات کی کیفیات کو ہم سمجھنے سے عاجز ہیں۔ کہ وہ کیسی ہیں؟ اور جو کچھ اس سلسلے میں ہم سمجھتے ہیں اُس پر یقین کرنا مجسمہ کے مذہب میں قدم رکھنا ہے۔''[۱۹]

۴۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے اور کوئی چیز اُس سے متحد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اجزا و حصص ہونے محال ہیں اور

۱۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

ترکیب و تحلیل اُس کی بارگاہ میں ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور کفو نہیں ہے۔ اُس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اُن کی ذات وصفات، بے چون و بے چگون اور بے شبیہ و بے نمونہ ہیں۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے اُن اسماء وصفات کاملہ سے متصف ہے جن کے ساتھ خود اُس نے اپنی تعریف کی ہے۔ لیکن اُن صفات کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آئے یا جس کا ہم تصور کر سکتے ہیں، اُن سے اُس کی ذات پاک اور بلند ہے۔ [۲۰]

۵۔ خیر و شر

خیر و شر کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حق و تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کا پیدا کرنے والا ہے، لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہلسنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔ جبکہ باقی تمام فرقے اس فرق کی طرف ہدایت نہ پانے کے باعث گمراہ ہیں۔'' [۲۱]

۲۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

۲۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۶۶

۶۔ جس چیز کا بندے کو مکلّف ٹھہرایا گیا ہے اسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''بندے میں اختیار و قدرت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ یہ بات تو اُصول بندگی سے دور ہے، بلکہ اختیار کا مطلب تو یہ ہے کہ جس چیز کا بندے کو مکلّف ٹھہرایا گیا ہے اُسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے۔ مثلاً بندہ پنج وقتہ نماز پڑھ سکتا ہے، چالیسواں حصہ مال سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اور اپنی عمر میں سواری اور خرچ ہوتے ہوئے حج کرسکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شریعت کے باقی احکام بھی ہیں۔ ان میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بندے کے ضعف اور کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کمال مہربانی سے سہولت اور آسانی کی رعایت رکھی ہے۔'' [۲۲]

۷۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۲۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، پہاڑوں اور سمندروں کا خالق ہے، درختوں اور پھلوں کا خالق ہے، کانوں اور نباتات کا خالق ہے، جس طرح اُس نے آسمانوں کو ستاروں سے زینت دی ہے اُسی طرح زمین کو انسانوں سے مزین فرمایا ہے۔ اگر بسیط ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایجاد نے موجود ہوا ہے اور اگر مرکب ہے تو اُسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ تمام اشیاء کو وہی عدم سے وجود میں لایا ہے اور حادث بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی قدیم نہیں ہے اور نہ قدیم ہو سکتی ہے۔ تمام اہل مذہب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے حدوث پر اجماع رکھتے ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے اور جو خدا کے سوا کسی اور کے قدیم ہونے کا قائل ہو اُسے گمراہ اور کافر کہتے ہیں۔ امام حجتہ الاسلام غزالی نے اپنے رسالہ منقذ عن الضلال میں اس معنی کی تصریح کی ہے اور اُن لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی قدیم جانتے ہیں اور وہ لوگ جو آسمانوں ستاروں اور اِن جیسی دوسری چیزوں کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ قرآن مجید اُن کی تردید کرتا ہے۔'' ۲۳

۲۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷

۸۔ اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبانی فعل کا حسن و قبح تفصیلی طور پر بیان کر دیا ہے۔ اس کے باوجود جب بندہ ایک جہت کو اختیار کرتا ہے تو اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اُس کی ملامت کی جائے یا اُسے ممدوح ٹھہرایا جائے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو وہ قدرت و اختیار دیا ہے کہ شرعی اوامر و نواہی سے عہدہ برآ ہو سکے اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ پوری قدرت اور پورا اختیار دیا جاتا بلکہ اتنا دے دیا ہے جتنا چاہیے تھا اور اس کا منکر ہدایت کا معارضہ کرتا ہے۔ بیمار دل والا ہے اور شریعت کی تکمیل میں عاجز ہے۔۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ علم کلام کے دقیق مسائل میں سے ہے۔ اس مسئلہ کی انتہائی شرح و بیان یہی ہے جو ان اوراق میں مندرج ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے جو کچھ علمائے اہل حق نے فرمایا ہے وہ پورا کرنا چاہیے اور مقابلہ اور

جنگ میں پڑنا نہیں چاہیے۔''[۴۳]

۹۔ رویت باری تعالیٰ

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''مومن اللہ تعالیٰ کو بہشت میں بے چون و بے چگون دیکھیں گے کیونکہ جو رویت بے چون سے متعلق ہے وہ خود بھی بے چون ہوگی بلکہ دیکھنے والا بھی بے چون سے وافر حصہ پائے گا، تاکہ بے چون کو دیکھ سکے۔ بادشاہ کے عطیات کو اُسی کی سواریاں اُٹھا سکتی ہیں۔ آج اس معمہ کو اپنے اخص اولیاء پر حل کر دیا اور اُن پر منکشف فرما دیا ہے۔ یہ دقیق مسئلہ اُن بزرگوں کے نزدیک تحقیقی ہے اور دوسروں کے لئے تقلیدی۔ اہلسنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرق و مذاہب سے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، کوئی بھی اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت کو بزرگانِ اہلسنت و جماعت کے سوا سب محال سمجھتے ہیں اور اُن مخالفین کی دلیل غائب کا حاضر پر قیاس ہے، جس کا فساد ظاہر ہے۔ ایسے دقیق مسئلہ میں ایمان کا حصول سنتِ سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۴۳۔ مکتوبات امامِ ربانی، دفتر سوم مکتوب ۱۷

کے نور متابعت کے بغیر محال ہے"

لائق دولت نہ بعد ہر سرے   بار مسیحانہ کشد ہر خرے ۲۵؎

۱۰۔ جو دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہو وہ مفتری ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی" فرماتے ہیں:

"دنیا میں رویت باری تعالیٰ واقع نہیں ہے۔ یہ دنیا اس دولت کے ظہور کی قابلیت نہیں رکھتی اور جو دنیا میں رویت کا قائل ہو وہ مفتری ہے، اُس نے خدا کے سوا کسی اور کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ یہ دولت اگر دنیا میں میسر آسکتی تو حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوسروں کی نسبت اس کے زیادہ حقدار تھے۔" ۲۶؎

۱۱۔ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی" فرماتے ہیں:

"آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ لیکن ہم اس بات کے درپے نہیں ہوتے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی، کیونکہ عوام کا فہم اس کے ادراک سے قاصر ہے، اس وجہ سے نہیں کہ خواص بھی اس کا ادراک نہیں کرسکتے،

۲۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷
۲۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷

کیونکہ اُن کے لئے تو اس دولت سے دنیا میں بھی حصہ ہوتا ہے اگرچہ اُس کا نام رویت نہیں رکھا جاتا اور سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔'' ۲۷

۱۲۔ معراج النبی اور رویت باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''محبت شعار! غیب شہود کے مقابل ہے جو ظلّیت کا شائبہ رکھتا ہے اور غیب اس آمیزش کے غیب سے پاک ہے۔ پس غیب شہود سے کامل و اکمل ہے لیکن سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام جب معراج کی رات رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے جو کہ ظلال کے پردوں سے دور تھی بلکہ بہت ہی دور تھی کہ وہ ظلّیت کے شائبہ اور آمیزش سے بھی پاک ہے تو اُن کے حق میں غیب رویت سے کامل کب رہ گیا؟ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام۔ غیب پر اکتفا تو صرف ظلّیت کو رفع کرنے کے لئے تھا اور جب ظلّیت پوری طرح رفع ہو گئی اور عین حضوری میسر آ گئی تو غیب کی کیا ضرورت رہ گئی؟ یہ وہ متاعِ عزیز ہے جو صرف سید الکونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے اور

۲۷۔ مبدأ معاد، ص۔ ۴۷

آپ کے کامل ترین پیروکاروں کو تبعیت اور وراثت کے طور پر
اس دولت میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے علیہ و علیہم الصلوٰۃ و
التسلیمات لیکن چونکہ یہ مقام رویت نہیں ہے پس شہود و مشاہدہ
بھی نہیں ہے۔ اس مقام کو لفظ غیب سے تعبیر کرنا بہترین عبارت
ہے۔'' ۲۸ے

مزید فرماتے ہیں:

''ہمارے پیغمبر علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ و السلام اگر اس دولت
(رویت باری تعالیٰ) سے مشرف ہوئے ہیں تو اس کا وقوع دنیا
میں نہیں ہوا ہے بلکہ آپ بہشت میں گئے اور وہاں دیکھا کہ وہ
عالم آخرت سے ہے دنیا میں نہیں دیکھا بلکہ دنیا سے باہر نکلے،
آخرت سے ملحق ہوئے، تب دیکھا۔'' ۲۹ے

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مقام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان

انبیاء علیہم السلام کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات اللہ کی طرف سے مخلوق کے

۲۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۸ ۲۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوبات ۶۷

پاس بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی جانب بلائیں اور گمراہی سے راہِ راست پر لائیں اور جو اُن کی دعوت کو قبول کرے اُسے بہشت کی خوشخبری دیں اور جو انکار کرے اُسے دوزخ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جو کچھ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا ہے اور جس کی تبلیغ فرمائی ہے وہ سب حق و صداقت پر مبنی ہے اور اُس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ ۳۰

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں

ختم نبوت کا تذکرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے:

''محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم اور آپ کا دین ادیانِ سابقہ کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب پہلی کتب سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہیں ہوگا اور قیامت تک یہی شریعت رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے وہ بھی آپ کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ کے اُمتی کی حیثیت میں رہیں گے۔'' ۳۱

۱۵۔ نُور و بشر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ

۳۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷ ۳۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں اور آپ کی بشریت بے مثل ہے۔ اور جن وانس وملائکہ میں سے کوئی بھی اوصاف کمال میں آپ کا مثیل وشریک نہیں۔ اور آپ کی بشریت اس قدر اعلیٰ وارفع ہے کہ ملائکہ کی نورانیت اس بشریت کی گرد کو بھی نہیں پاسکتی۔ اور بشریت بمنزلہ لباس ہے اور باطن ظاہر سے قطعاً جدا ہے۔ اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے نور کی بلندی اور حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مخالفین اہلسنت و جماعت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے علماء تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف نور ہی مانتے ہیں اور بشریت کا بالکل انکار کرتے ہیں حالانکہ بشریت نور سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو جو نور ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو جو بشر ہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا تم حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو نور مان کر حضور ﷺ کی شان گھٹاتے ہو۔ اس لئے بے ادب تم ہو ہم بے ادب نہیں۔

مخالفین کی یہ گفتگو سراسر دھوکے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت بشریت انبیاء کے ہرگز منکر نہیں بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ اپنی ہی طرح جاننا اور اس کا پرچار کرنا رسائل وکتب کے ذریعے، اس کی تشریح کرنا یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور مخالفین یہی کچھ کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ومسلک اور نقطہ نظر پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہاں ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی چند فیصلہ کن اور واضح عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید واحادیث مبارکہ سے دلائل کی طرف نہیں جاتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت امام ربانی کے فرمودات قرآن و

حدیث کے ترجمان ہیں۔

۱۶۔ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

حضرت امام ربانی اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور آپ کا وجود انور مناسبت و مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ''میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں'' اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔'' ۳۲

۱۷۔ حضور ﷺ نور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر

۳۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰

کار مختلف رحموں سے ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش
نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے
ہیں اور محمد و احمد کے مبارک نام سے موسوم ہوئے ہیں۔''۳۳؎

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج بدنی سے مشرف ہوئے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہی ہے کہ آپ معراج بدنی سے مشرف ہوئے اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

''اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب رویت کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اوّلین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔''۳۴؎

۱۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

۳۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب ۱۰۰ ۳۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۷۲

''اور کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت ﷺ اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند وارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب ورعلیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کے لئے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔'' ۳۵

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک سوال ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی

''سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا'' ۳۶

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے تین طریقوں سے بشریت ونور کے

۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰ ۳۶۔ علامہ زرقانی، شرح مواہب

بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''افرادِ انسانی میں سے کوئی فرد اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ وجود عنصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہو چکا ہے کہ خَلَقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہ اور نورِ الٰہی سے پیدا ہونے کی سعادت کسی اور فردِ بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔'' ۳۷

جس سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی بلکہ آپ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اضافیہ میں پایا جاتا ہے۔ بصورت دیگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف ہی فرما دیا ہے کہ آپ اس امکان سے ہی منزہ ہیں جو ممکنات عالم میں موجود ہے۔

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے نظر بصیرت سے ممکنات عالم کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے۔ آپ کی ذات مقصد اس سے ورا اور فائق ہے۔ اس بناء پر آپ کے وجود مبارک اور جسم مقدس کا سایہ نہیں تھا اور اس بناء پر بھی سایہ نہیں تھا۔ آپ سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سایہ صاحب سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور آپ نے اس بات کو آخر میں بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے کہ آپ نور ہیں مگر حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے بشکل انسان جلوہ گر ہوئے ہیں

۳۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰

اور محمد اور احمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں اور آپ نے مندرجہ بالا ایک عبارت میں مشہور حدیث نقل فرمائی ہے۔

''سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا''۔

۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے والے

نبی کریم ﷺ کو بشر کہنے والوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''جن مجوبوں نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے لوگوں کی طرح خیال کیا۔ بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں (صاحب قسمت) نے اُن کو رسول اور رحمت کائنات جانا تمام لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے''۔ ۳۸

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں جیسا ہی خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کفار مکہ کی طرح نبی کریم ﷺ کے کمالات عالیہ کے معترف نہیں ہو سکتے۔ اور وہ سعادت مند لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عام بشر کا تصور نہیں کرتے بلکہ آپ کو معزز رسول اور رحمت عالمین کی صفت کے آئینے میں دیکھتے

۳۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۹۴

ہیں وہی دولت ایمان اور باقی برکات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں فلاح و نجات پائیں گے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی غلطی کا دوبارہ ذکر کیا ہے جس میں مبتلا ہو کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرح اور اپنی مثل سمجھ لیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے (اللہ تعالیٰ ان اکابر منکرین دین کے انکار سے محفوظ رکھے)۔" ۳۹

کائنات وجود میں آئی ہی صرف حضور علیہ السلام کے طفیل اور واسطے سے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مقصود نہ ہوتی تو کائنات عدم کے پردوں میں مستور رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ فرماتا اور حضور علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار نہیں ہوا تھا۔ اور یہاں یہ نقطہ بھی قابل غور ہے کہ بشریت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور حضور سرور عالم ﷺ اس سے بہت پہلے اپنے نورانی وجود سے موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے مندرجہ ذیل اقتباس میں فرمایا ہے:

"اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرماتا

۳۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰۱

ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اور آپ نبی تھے
دراں حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے'' ۴۰

نبی کریم ﷺ کی بشریت اور نور کی تائید وحمایت میں مکتوبات شریف سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن چونکہ مقصود حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے۔ اس لئے صرف مذکورہ اقتباسات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۲۱۔ علم غیب

اہلسنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے بارے میں اس امر کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کائنات کی اشیاء ہر وقت اس طرح ظاہر اور روشن ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔ اور اس طرح کا انکشاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زندگی مبارک میں بھی تھا اور بعد از وصال بھی بدستور موجود ہے۔ ہاں کسی وقت اگر حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ مبارک دنیا کی جانب مبذول نہ ہو اس وجہ سے کوئی واقعہ مستور رہے تو یہ امر دیگر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عقیدہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، اقوال علمائے اہلسنت و جماعت، مفسرین ومحدثین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور تصریحات صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

۴۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ا

''اے نبی اللہ تعالیٰ نے وہ تمام کچھ آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے''۔[۴۱]

نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی جن کو محدثین نے نقل فرمایا ہے اُن میں سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا:

''میں نے زمین کے مشارق و مغارب جان لئے''

اس مقالہ میں چونکہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نقطہ نظر اور عقیدہ مبارکہ پیش کرنا مقصود ہے اس لئے مزید آیات و احادیث پیش کرنے کی بجائے مکتوباتِ امام ربانی کی چند واضح عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔

''حدیث تنام عینای ولا ینام قلبی جو آپ نے تحریر کی ہے۔ اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس حدیث میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے نیند آپ کے وضو کو نہیں توڑتی تھی۔ اور چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کی نگہداشت اور محافظت میں ''شبان'' (بکریوں کے ریوڑ کے رکھوالے) اور کامل نگران ہیں۔ اس لئے ادنیٰ سی غفلت بھی آپ کے منصب نبوت کے شایان نہیں ہے۔[۴۲]

۴۱۔ پ ۵ سورت النساء
۴۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۹۹

حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے متعلق اہلسنت وجماعت جو عقیدہ رکھتے ہیں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا عبارت میں اس عقیدے کی بالکل صاف الفاظ میں تصدیق وتائید کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ''اپنے اور اپنی اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں۔۔۔۔۔اور ادنیٰ سی غفلت بھی منصب نبوت کے شایانِ شان نہیں''۔ خاص طور پر قابل غور ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں اپنا ایک مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

> ''دوبارہ پھر عروج روحانی حاصل ہوا جس میں درج ذیل حضرات کے مقامات ومراتب کا مشاہدہ حاصل ہوا مشائخ عظام اور ائمہ اہل بیت کے مقامات کا مشاہدہ، خلفائے راشدین کے مقامات کا مشاہدہ، حضور علیہ السلام کے مقام خصوصی کا مشاہدہ، اسی طرح انبیاء کرام اور رسل عظام کے مقامات کا علیحدہ علیحدہ اور ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کے مقامات کا مشاہدہ حاصل ہوا''۔۴۳

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جب امام ۔نی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ

۴۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ امتی ہیں اُمت کے اولیاء، انبیاء کرام و رسل و ملائکہ، ملاء اعلیٰ وغیرہ کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے لیے کائنات اور اپنی اُمت کے حالات کا مشاہدہ بطریق اولیٰ ثابت اور جائز ہوا۔

پہلے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کا تشریف لانا اور حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ رسالہ پسند

فرمانا اور آپ کی تحریرات اور تصنیفات بارگاہِ رسالت میں مقبول و محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کے مشائخ و اولیاء کو حضرت امام ربانی کی تحریرات میں درج شدہ اعتقادات اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اُس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام بعد از وصال مبارک اور آپ کی اُمت کے اولیاء و مشائخ اپنی مقابرِ مقدسہ سے باہر تشریف لے جاتے اور مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم کا یہ حال ہے کہ آپ اپنی اُمت کے اہل تحقیق و اہل علم کی تصنیفات و تالیفات سے بھی باخبر ہیں۔ اور جو بزرگانِ دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و معتقدات سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی زیادہ مقبول اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا اس واقعہ کی اشاعت کرو نیز لوگوں میں اس کو مشہور کرو اگر اس طرح کی باتیں درست اور صحیح نہ ہوتیں تو نہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح کے واقع پیش آتے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تشہیر کا حکم

صادر فرماتے، اور نہ ہی حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ ان کو درج کرتے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق اہلسنت کے اعتقادات کی صحت کی اس سے زیادہ صاف اور واضح تائید وتصدیق اور کیا ہو سکتی ہے۔

سب اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر یا قضاء وقدر نہایت ہی مشکل اور پوشیدہ مسائل میں سے ہے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اس کی حقیقت اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند، اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

> ''مجھے مسئلہ تقدیر پر بھی مطلع کر دیا گیا ہے اور جس طرح مجھ کو اس مسئلہ کی حقیقت بتائی گئی ہے اس سے ظاہر شریعت کے ساتھ اس مسئلہ کی بالکل مخالفت لازم نہیں آتی۔ اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے لازم آتی ہے اور نہ ہی انسان کی مجبوری کا پہلو نکلتا ہے بلکہ وہ ان دونوں سے مبرا اور منزہ ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت مجھ پر اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند''۔[۴۴]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے امتیوں پر اس قسم کے مشکل ترین مسائل کی حقیقت بالکل روشن ہے تو پھر حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی وسعت علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

۴۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۸

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک دوسرے
مقام پر نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے یہ
حدیث نقل فرماتے ہیں: ''سو میں نے اولین اور آخرین کے علوم
جان لئے''۔ ؎۴۵

یہ حدیث مبارک اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام اولین و آخرین کے علوم کے جامع ہیں۔ جب علم شریف کے بارے میں حضور ﷺ کے علم کا اپنا ارشاد مبارک موجود ہے تو پھر آپ کے علم شریف کا انکار کرنا کس قدر جہالت کا مظاہرہ ہے۔ حروف مقطعات یعنی الٓمٓ، حٰمٓ، قٓ، نٓ، وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''حروف مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی
حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز و اشارے ہیں جو
محبّ (اللہ) اور محبوب (نبی علیہ السلام) کے درمیان وارد ہیں
لیکن اور کون ہے جو ان کو پا سکے''۔ ؎۴۶

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں مخالفین عموماً یہ کہتے ہیں کہ آپ حروف مقطعات کے معانی و مطالب سے بھی ناواقف تھے۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا اس معاملے میں جو عقیدہ ہے وہ آپ کی عبارت سے ظاہر اور واضح ہے۔ اس سلسلے

۴۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۲۲　　۴۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰

میں حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کردہ عقیدہ رکھنا چاہئے جو ایک صاحب تحقیق عارف کامل ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ایک جگہ ابلیس لعین کے متعلق لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور اس کے حالات پر لوگوں کو اطلاع کی قوت نہیں دی۔ مگر ابلیس کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بینا اور واقف رہتا ہے"۔ ۴۷

مذکورہ بالا عبارت میں کہا گیا ہے کہ ابلیس لوگوں کے حالات سے واقف اور بینا ہے تو غور فرمائیں کہ عطائی طور پر اگر لوگوں کے حالات پر ابلیس تک کے لئے اطلاع ثابت ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس کا اثبات شرک و کفر ہو جائے حالانکہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک جو بات ابلیس تک کے لئے ثابت ہے وہ سید المرسلین ﷺ کے لئے ثابت کرنے سے کس طرح شرک ہو سکتی ہے۔

صدیاں قبل اہل تحقیق اس سلسلے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ ہمارا یہ مدعا ان مذکورہ بالا عبارات سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے صرف ان ہی عبارات پر کفایت کی ہے اور باقی عبارتیں یہاں نقل نہیں کیں۔ اہل سنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس طرح کے غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعینہٖ یہی

۴۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۳

عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۲۲۔ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد الوفاۃ

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقابر مقدسہ میں (مزارات مقدسہ) میں زندہ اور حیات ہیں۔ اور ان پر موت کا ورود وعدہ خداوندی کے مطابق محض ایک آن کے لئے ہوا۔ اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام طاہرہ میں لوٹادی گئیں اور اب وہ عالم برزخ میں حیات حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس مسئلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور نقطہ نظر کو ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

''عالم برزخ کے حالات وکوائف اشخاص کے اختلاف کے لحاظ سے بہت ہی مختلف ومتفاوت ہیں ''الانبیاء یصلون فی القبور'' انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں کے الفاظ آپ نے سنے ہوں گے۔ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت کلیم اللہ اپنی قبر انور میں نماز ادا فرمارہے ہیں اور عین اسی لحظہ میں جب حضور علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آسمان پر بھی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ دراصل برزخ کا معاملہ

اپنے اندر بڑے عجائب وغرائب رکھتا ہے"۔۴۸

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور محدثین کرام وعلمائے عظام نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ اس صحیح حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں زندہ ہونا صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقبولانِ حق تعالیٰ اپنے مقابر مقدسہ میں بالکل زندہ اور حیات ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے تو حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو قطعی یقینی قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حیات انبیاء کے ثبوت میں متواتر احادیث وروایات موجود ہیں

۲۳۔ اِمکانِ کِذب

قرآن حکیم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے نقائص وعیوب سے پاک اور منزہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ میں مسلک اہل سنت کی وضاحت فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "پس گویا اس آیت کریمہ میں خلاف وعدہ کی بھی نفی ہوگئی اور خلاف وعید کی بھی"۔۴۹

(۲) "نیز خلف وعید بھی خلف وعدہ کی طرح مستلزم کذب

۴۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۶ ۴۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۲۶

واجب تعالیٰ ہے۔ جو اس کی ذاتِ پاک کے ہرگز شایانِ شان نہیں"۔ ۵۰

(۳) "واجب تعالیٰ کے لئے ایسے معنی کو ۔۔۔۔۔۔ جائز قرار دینا جس سے خلاف وعدہ یا وعید لازم آئے نہایت ہی بُرا ہے۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون"۔ ۵۱

یہ ایک ہی مقام کی تین عبارتیں ہیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس طرح خلاف وعدہ کی نفی ہے اسی طرح خلاف وعید کی بھی نفی ہے۔ واجب تعالیٰ کے لئے خلف وعید کو جائز ماننا اتنا ہی قبیح ہے جتنا خلف وعدہ کو جائز ماننا۔ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نص کے ایسے معنی کرنا جس سے اس ذات کی طرف کذب کی نسبت لازم آئے نہایت ہی شنیع اور ناروا ہے اور وہ ذاتِ پاک اس سے بالکل بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر عیب اور نقص سے پاک و منزہ ہونے کا عقیدہ چونکہ اہلسنت و جماعت کے ہاں اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے اس کی تصریح صرف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے نہیں فرمائی بلکہ دوسرے بے شمار علمائے حق نے بھی صاف صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب کے عیب و نقص سے قطعاً پاک و منزہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں جھوٹ کے عیب کا پایا جانا ناممکن اور محال ہے۔ لیکن اس کے برعکس مخالفین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں اس عیب کا پایا جانا ممکن ہے۔ صرف مصلحت کے طور پر اس سے دور رہتا

۵۰۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۶ ۵۱۔ ایضاً

ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سچا ایمان اور سچا ادب نصیب فرمائے۔

۲۴۔ توقیرِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی میں یوں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (اے میرے رسول ﷺ جو کچھ تجھ پر تیرے ربّ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک پہنچادے اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا''۔ (پ۵ النساء)

کفار کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ اس وحی کو جو آپ کے موافق ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں اور جو مخالف ہوتی ہے۔ اُسے ظاہر نہیں کرتے لیکن یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ نبی ہر حال میں حق کا اظہار کرے۔ ورنہ اس کی شریعت میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب خلفائے ثلثہ کی تعظیم و توقیر کے خلاف آنحضرت ﷺ سے ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اُن کی تعظیم خطا اور زوال سے محفوظ تھی۔

اب ہم زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور ان کے اعتراض کا جواب صاف طور پر دیتے ہیں کہ تمام اصحاب کی متابعت دین کے اصول میں لازم ہے کہ وہ اصول میں ہرگز

اختلاف نہیں رکھتے۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو فروع میں ہے
۔۔۔۔اب جو کوئی بعض پر طعنہ زنی کرے وہ دیگر صحابہ کی
متابعت سے بھی محروم رہے گا۔ ہر چند ان کا کلمہ متفق ہے۔ مگر
دین کے بزرگوں کے انکار پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ
بدبختی اتفاق اور اتحاد کو ختم کر دیتی ہے۔ کیونکہ قائل کا انکار اس
کے اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے نیز شریعت کو اُمت تک
پہنچانے والے صحابہ ہی ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب
سے پہلے صحابہ عادل تھے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک
پہنچائی ہے''۔[۵۲]

۲۵۔ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں

اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں اور یہی عقیدہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی تصریح آپ نے یوں فرمائی ہے:

''تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان
میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام

۵۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۸۰

شافعی جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ بہت بے قرار ہو گئے۔ پس ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے سایہ تلے نہ ملا۔ پس اُنھوں نے اُن کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ صریح دلالت ہے۔ اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدر اوّل میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے اور اس میں انکار کو دخل نہیں ہے۔ ۵۳

۲۶۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ

بعض کم فہم لوگ دوسرے صحابہ کرام میں فضائل و مناقب کی کثرت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں تردد و توقف کرتے ہیں یہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے۔ کیونکہ افضلیت کا سبب فضائل کی کثرت نہیں بلکہ اس کا سبب دین اسلام کی خدمت اور حضور نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت و احکام خداوندی کی تائید و حمایت میں اوّل و اسبق ہونا ہے۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں:

۵۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۹

''ایک گروہ۔ دوسرے صحابہ کرام کے کثرت فضائل ومناقب پر نظر کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت میں توقف کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل ومناقب کو قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں تو بعض غیر صحابہ جو کثرت فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اپنے نبی سے بھی افضل قرار پائیں گے جو اس طرح نہ ہو (حالانکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا عقلاً شرعاً محال ہے۔ لہٰذا کثرتِ فضائل و مناقب افضلیت کی وجہ نہیں ہوسکتی) بلکہ افضلیت کی وجہ ان فضائل ومناقب کے سوا اور چیز ہے۔ اور وہ اس فقیر کے نزدیک تائید دین اسلام میں اولیت واسبقیت اور رب العالمین کے احکام کی مدد ونصرت میں جان نثاری اور انفاق اموال میں پیش پیش ہونا ہے۔''۵۴

دو سطر چھوڑ کر فرماتے ہیں:

''اور تائید دین متین میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ میں

۵۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

اموال خرچ کرنے، کفار سے جدال وقتال کرنے میں اور اپنی
عزت وآبرو دین کے لئے لٹا دینے میں، فساد اور خرابیوں کو دور
کرنے میں اور تائید دین اور حضور علیہ وعلیہم الصلوٰت
والتسلیمات کی مدد ونصرت کرنے میں سب سے سابق اور پہلے
ہیں۔ لہٰذا تمام صحابہ کرام سے افضلیت بھی حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہے۔'' ۵۵

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک ہے یہ ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے کو ان دو بزرگوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اُس مفتری کو کوڑے لگاؤں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خود اپنی زبان
مبارک سے فرمایا کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں
سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے اُن سے افضل قرار دے وہ
مفتری ہے میری طرف سے ایسے شخص کو مفتری کی طرح کوڑے
مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس مسئلے کی تحقیق اپنے رسائل اور
اپنی کتابوں میں کر دی ہے''۔ ۵۶

۵۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷ ۵۶۔ ایضاً

''حضور ختم المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ہیں'' ۵۷

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں عوام میں شیعہ نظریات و خیالات سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ''افضلیت مطلقہ کا عقیدہ اور جن صحابہ کرام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلافات کئے تھے۔ ان کے متعلق عام لوگوں میں بغض وعداوت کے اثرات ٹھہرنے لگے۔

۲۷۔ افضلیت شیخین

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی دنیا میں تشریف آوری ہی اس لئے ہوئی تھی کہ اس طرح کے فتنوں کا استیصال کر کے دین اسلام کو سرنو تازہ کریں۔ اس لئے آپ نے اس فتنہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے شیعہ علماء سے مناظرے ومباحثے کئے جن میں اُن کو فاش شکستیں ہوتی رہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر مکتوبات میں جا بجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان اقتباسات کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا کہ افضلیت شیخین (صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک قطعی واجماعی ہے اور جو شخص بھی اس عقیدہ سے انحراف کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

۵۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحابہ کرام پر افضلیت خود تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نقل کیا ہے۔ بلکہ جمیع صحابہ کرام باقی تمام اُمت سے یقیناً قطعاً افضل ہیں کیونکہ اس افضلیت کی علت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شرف صحبت ہے اور یہ شرف صحابہ کرام کو ہی حاصل ہے۔ صحابہ کرام کے نیک کام کے سامنے بعد والوں کے بڑے بڑے نیک کام کوئی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ صحابہ اکرام علیہم الرضوان نے اس وقت اسلام کی خدمت کی جب اللہ کا دین کمزور تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابہ کے نصف صاع جو کے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''اور اسی طرح شیخین (ابوبکر و عمر) علیہم الرضوان کی تمام صحابہ کرام سے افضلیت خود تمام صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ دین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ ان ائمہ دین میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں علی جمعیہم الرضوان بلکہ تمام صحابہ کرام کو باقی امت پر افضلیت حاصل ہے کیونکہ کوئی فضیلت بھی صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کی قلت اور ضعفِ اسلام کے زمانہ میں تائید دین متین اور

نصرت سید المرسلین وعلیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیمات میں صحابہ کرام سے
جو معمولی درجے کا نیک کام بھی صادر ہوا ہے اگر بعد والے تمام عمر
ریاضات ومجاہدات میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں تو بھی صحابہ
کرام کے اس فعل قلیل کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے۔ اسی بناء پر حضور سرور
عالم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے (صحابہ کے بعد
آنیوالو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں بھی فی سبیل اللہ سونا
خرچ کر دے تو میرے صحابہ کے ایک صاع بلکہ نصف صاع جو انہوں
نے راہ خدا میں دیے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ کی دوسرے تمام صحابہ کرام سے افضلیت کی وجہ یہ
ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانے میں، جان نثاری
میں، راہ خدا میں اموال کثیرہ خرچ کرنے میں اور دوسری خدمات لائقہ
میں سب سے اول واسبق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی
اللہ تعالی عنہ کی شان میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے صحابہ
تم میں وہ لوگ جو فتح مکہ سے قبل راہ خدا میں مال خرچ کرتے رہے اور
جہاد میں مصروف رہے مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ یہ درجہ اور شان
میں ان سے بہت بڑھ کر ہیں جنہوں نے بعد فتح اپنے مال راہ حق میں
خرچ کیے اور کفار سے لڑے۔ لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ اللہ تعالی
نے جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کیا ہوا ہے (۲۷، الحدید) ۵۸؎

۵۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۶۷

۲۸۔ صحابی کا مرتبہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کا مرتبہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے ادنیٰ صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تو جواب فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے''۔ [59]

۲۹۔ صحابہ کرام کا کامل احترام

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جدا ہو گیا اور امام نے اُس کے حق میں فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا، ہم سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کر لو اور صحابہ کے

۵۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۰۷

حق میں طعنہ زنی کرنا در حقیقت پیغمبر خدا ﷺ کی ذاتِ گرامی پر نعوذ باللہ طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت وتکریم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ اس کا حسد کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بد اعتقادی سے بچائے اور جو احکام قرآن وحدیث سے ہم تک پہنچے ہیں وہ تمام صحابہ کی نقل اور وسیلہ سے پہنچے ہیں۔ جب صحابہ مطعون ہوں گے تو نقل بھی مطعون ہوں گی۔ کیونکہ نقل ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض سے مخصوص ہو بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں مساوی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کی متابعت کرتے ہیں تو پھر یہ لازم نہیں کہ ہم صحابہ کے تابع ہوں بلکہ اُن کی آرا کے متضاد ہونے اور مذاہب کے اختلاف کے باعث سب کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔[٦٠]

٣٠۔ خلفائے اربعہ کی فضیلت

خلفائے اربعہ کی فضیلت اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

٦٠۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ٨٠

''حضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔[61]

۳۱۔ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے مکتوب گرامی کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے خداتعالیٰ ان

۶۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوبات نمبر ۱۷

زندیقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔[۶۲]

۳۲۔ مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا مسلک و مشرب وہی ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ عادل تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق پورے کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔صحیح اور باسند اور پختہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں متعدد بار دعا فرمائی کہ اے اللہ انکو اپنی کتاب قرآن حکیم کا علم عطا فرما، اور حساب کا علم بھی عطا فرما، نیز انکو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا یقیناً مقبول و مستجاب ہے لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود بھی ہدایت پر تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی تلقین کرتے تھے ۔مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۲۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۵۴

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا گردن زدنی ہے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا اتنا ہی مجرم ہے جتنا کہ اصحاب ثلاثہ (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا مجرم ہے لہذا صحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق زبان بند رکھنے میں ہی نجات وسلامتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی تاکید فرمایا: ''میرے صحابہ کو نیکی سے ہی یاد کرو ان کے باہمی تنازعات کو زبان پر نہ لاؤ انکے متعلق اپنے سینے صاف رکھو، ان سے بغض رکھنے سے بچو اور کسی بھی صحابی کو اعتراض اور طعن تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی جھگڑے رہے ہیں ان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا پر تھے لیکن انکی یہ خطا اجتہادی تھی اسلئے وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار دینا اہلسنت و جماعت کے نزدیک اعتقادی مسئلوں میں شامل ہے تو جو شخص انکی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے ہوئے ان سے ضد اور عداوت کے طور پر ایسا کیا ہے ایسا شخص اس معاملہ میں عقائد اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تمام شکوک وشبہات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ مجدد قدس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ ''یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوق مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے'' ۶۳

☆ شیخ ابوشکور سلمی نے اپنی مشہور کتاب تمہید شریف میں تصریح کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام میں سے ان کے وہ رفقاء، جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے، خطا پر تھے تاہم ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے حضرت معاویہ کا

۶۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔ ۶۴؎

☆احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتبر راویوں کی سند سے وارد ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یوں دعا فرمائی ''اے اللہ اس کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا'' اور ایک دوسرے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی ''خداوند اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا'' اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ۶۵؎

چند سطروں کے بعد پھر فرماتے ہیں

☆امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور چند سطر بعد فرماتے ہیں اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

۶۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱ ۶۵۔ ایضاً

نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والے کو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے (یعنی جس طرح اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والا گردن زدنی ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا بھی گردن زدنی ہے۔اے برادر یہ معاملہ تنہا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل و روایت سے ہم تک پہنچا ہے، اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راضی ہوسکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو۔٦٦

آخر پر اس معاملہ میں سلامتی کا راستہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات

٦٦۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ٢٥١

کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''میرے صحابہ میں جو جھگڑے ہوں تم ان سے الگ رہو'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا خوف کرو اور ان کو بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ'' ۶۷

۳۳۔ فضائل اہل بیت (علیہم الرحمۃ والرضوان)

خوارج جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلواتے ہیں عوام کو ان کے زہریلے اور خطرناک پراپیگنڈے سے بچانا بھی اس دور میں از حد ضروری ہے کیونکہ انکی باتوں میں آکر لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی آل اطہار کے مخالف ہو جاتے ہیں لہٰذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے تاکہ سادہ لوح لوگ انکے دام میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کرلیں۔

مکتوبات امام ربانی کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

''اے برادر چونکہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے بوجھ کے حامل ہیں

۶۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

اس لیے اقطاب، ابدال اور اوتادوں کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد واعانت کے سپرد ہے اور یہ مذکورہ الصدر اولیاء اولیاء عزلت کہلاتے ہیں اور ان پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ قطب مدار حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت ورعایت کے ذریعہ ہی اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے اور اپنے عہدہ قطب مداریت کو سنبھال سکتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حسنین بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں"۔[68]

۲)۔ راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاء عزلت کے فیض وبرکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارکہ ہے اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہرہ

۶۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں ۔ میرا گمان ہے ۔ کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام تربیت میں اقطاب واوتاد وغیرہ کے ملجاء وماویٰ تھے ۔ جس طرح کے بعد از پیدائش ملجاء وماویٰ ہیں ۔ اور جو بزرگ بھی قطبیت وغیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ وواسطہ سے ملتی ہے کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت فیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا ۔ اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ منصب عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا ۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت وفیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا ۔ اگرچہ اقطاب ونجباء وغیرہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجاء وماویٰ یہی ائمہ اثنا عشر رہے ہیں" [۶۹]

۶۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

(۳)''کیونکہ اطراف وجوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آگیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کر دیا گیا۔ آئمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک، اور آئندہ بھی جن کو فیض وہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب ونجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشرہ یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) بھی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا اس بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے:

یعنی پہلوں پر سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب فیض ہمیشہ بلندیوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا''۔ ۷۰

۷۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

(۴)۔میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام تربیت میں حضرت غوث پاک کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ ا؎

(۵)۔پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔۲؎

(۶)۔وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا مُحب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعیت ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری قابل مذمت و ملامت ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر آل محمد ﷺ سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں''۳؎

ا۷۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۳،۶ ۷۲۔ایضا ۷۳۔ایضا

(۷)۔ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ اہل بیت کے محب نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں (اہل سنت) کے نزدیک جزو ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔ اس فقیر کے والد جو ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیے۔ یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت والد ماجد کا آخیر وقت آیا اور (نزع کے وقت) اس عالم دنیا کا شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے اُس بے خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل بیت عظام کی محبت میں مستغرق ہوں (حضرت والد ماجد) کی اس حالت پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا گیا اہل بیت سے محبت اہل سنت و جماعت کے نزدیک سرمایہ نجات ہے۔[۷۴]

۷۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم ۳۶

حضرت شیخ مجدد صاحب اسی مکتوب ۳۶ کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار پر ختم کرتے ہیں:

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ورقبول
من و دست و دامانِ آل رسول

ترجمہ:

یاالٰہی حضرت فاطمۃ الزہرا کی اولاد کے صدقے مجھے
ایمان پر خاتمے کی توفیق دے تو میری دعا کو چاہے رد
کردے یا قبول میں تو آل رسول کا دامن ہاتھ میں
لئے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مندرجہ بالا اقتباسات سے اہل سنت و جماعت کے اہل بیت الرضوان کے بارے میں مندرجہ ذیل عقائد کی وضاحت ہوتی ہے اور انکے مقام و مرتبہ کی تصریح ہوتی ہے۔ تمام اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہے انکے تمام کام آپ کی مدد و اعانت سے انجام پاتے ہیں اور اس تربیت اور فیض رسانی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہرہ اور حضرات امامین کریمین (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) بھی شریک ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس

ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہٰذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہٰذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ راہ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار و پیشوا حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ ہیں۔ سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے

۳۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اولیاء اللہ کے سروں پر ہے۔

۴۔ اولیاء اللہ کو فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا اور دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی اندازہ لگایئے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ امداد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔

۵۔ حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا ان کے بعد یہ منصب بارہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک انہی کے پاس رہا اور یہ بارہ امام

اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیاء اللہ کی غائبانہ مدد و اعانت کرتے رہے پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام اولیاء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک ماتحت ہیں اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی اس معاملہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔

۶۔ اہل بیت عظام سے محبت عقیدت اہل سنت ہونے کیلئے شرط ہے جس کا دل اس محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت نہیں بلکہ خارجی ہے

۷۔ اہل بیت کرام کے ساتھ محبت و عقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تبرا بازی کا نام شیعیت ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

۸۔ اہل بیت اور سادات کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت کے نزدیک جزو ایمان ہے

۹۔ ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اسکا ایمان چھن جانے کا خطرہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت محبت رکھنے کی کس قدر تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ حُبِ صحابہ کرام اور حُبِ اہلِ بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تمام مومنین و مومنات اور مسلمین اور مسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

۳۔ تصرفات کاملین

تصرف در حقیقت کرامت اور توجہ باطنی کے طور پر کسی کام کے انجام دینے کا نام ہے اور اہل اللہ کی کرامات اور توجہات قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ صرف ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے فی الحقیقت سراسر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ صرف اس کے ظہور کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جسطرح بسا اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن حقیقت میں شفاء من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے مگر یہاں بھی فی الحقیقت پانی اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار کو شفاء دیتے تھے مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر اور ان میں جان ڈال کر اڑاتے تھے۔ ان تمام افعال کے صدور میں صرف واسطہ اور ذریعہ تھے در حقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے تصرفات اور مدد وغیرہ کا صرف یہی مطلب ہے۔ اور وہ انہیں صرف واسطہ اور ذریعہ تسلیم کرنے ہی کے قائل ہیں۔ وہ نہ تو اولیاء اللہ کو معاذ اللہ خدا تصور کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقابل اور شریک مانتے ہیں اس کی کسی صفت میں شریک مانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں قطعاً اور یقیناً وحدہٗ لا شریک ہے۔ اہل سنت وجماعت انہیں اللہ کے بندے، اس کی مخلوق اور اسکے محتاج ہی جانتے اور مانتے ہیں۔ بزرگان دین کو اس سے بڑھانا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار

ماننا نہ شرعا درست ہے اور نہ اہل سنت وجماعت اس کے قائل ہیں۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ سنی بزرگوں کو خدا مانتے ہیں اور انہیں پوجتے ہیں بالکل بے اصل اور بے بنیاد الزام ہے۔ اس سلسلے میں اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ مخالفین نے اولیا کرام کے تصرفات کے انکار کیلئے اپنے پاس سے ایک اصطلاح گڑھ لی ہے جسے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر انکے سامنے کوئی واقعہ یا روائت یا حدیث وتفسیر کا حوالہ پیش کیا جائے تو یہ کم علم لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ یہ تو اسباب کے تحت چیز ہے اسے ہم بھی جائز اور درست کہتے ہیں۔ مافوق الاسباب تصرف اور مدد کرنا ناجائز ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ اصطلاح مخالفین کی اپنی اختراع ہے اور اسکی آڑ میں تصرفات سے انکار قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی (آصف بن برخیہ) مافوق الاسباب سینکڑوں میل دور سے چشم زدن میں ملکہ سبا کا تخت اٹھا لایا۔ سورہ مریم میں وارد ہے کہ حضرت مریم کو کہا گیا کہ اس کھجور کے تنے کو ہلا دو یہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا چنانچہ یہی ہوا یہ بھی مافوق الاسباب بات تھی۔ سورہ کہف میں ہے "تم اصحاب کہف کو دیکھو تو بیدار گمان کرو حالانکہ وہ سو رہے ہیں"

سینکڑوں برس انسان کا بلا خورد نوش صحیح وسالم، زندہ اور باقی رہنا اور آرام کی نیند سوئے رہنا قطعا اسباب اور معمول کے خلاف ہے اور انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔ سورہ کہف میں ہی وارد ہے کہ ایک بندے (خضر) نے عین دریا کے درمیان لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کے نیچے کے تختے اکھیڑ دیے لیکن کشتی غرق نہ ہوئی بلکہ سلامتی

کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی یہ چیز بھی اسباب سے بالاتر ہے۔ فرشتوں کا لوگوں کی حفاظت کرنا اور لوگوں کی روحیں قبض کرنا وغیرہ بھی مافوق الاسباب ہے اور ان باتوں کا انکار قرآن حکیم کی صریح آیات کا انکار ہے جسکا مومن کبھی مرتکب نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں کیلئے مافوق الاسباب، اختیارات اور قوتوں کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور سلف وخلف کی تشریحات کا شمار ہی نہیں۔ سردست حضرت امام ربانی قدس سرہ کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''جاننا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ راہ نما وہ لوگ ہیں جن کے توسل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولیں ہیں اور انہی کی وساطت سے میں نے اس معاملہ میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے اور میں نے مولویت کا ملکہ انہی حضرات کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل، اور اگر معرفت ہے تو بھی انہی کی توجہات کا اثر ہے۔ انتہاء کو ابتداء میں داخل کرنے کا طریقہ انہی سے میں نے سیکھا ہے۔ اور میں نے قیومیت کی جہت سے جذب کی نسبت انہی سے اخذ کی ہے اور میں نے انکی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس چالیس روز

کی چلہ کشی سے بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے انکی گفتگو سے وہ
کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کرتے۔"۵۷

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راہ سلوک وتصرف میں اپنے پیران کرام رہنمایان عظام کے وسیلہ جلیلہ سے آنکھیں کھولی ہیں اور انہی کے وسیلہ اور واسطہ سے مسائل تصوف میں لب کشائی کی ہے اور نہایت مشکل امور کو حل کیا ہے۔ اور آپ نے دینی علوم میں تبحر، کمال اور ملکہ ان بزرگوں کی توجہ شریف سے حاصل اور نصیب ہوا ہے انہی کے طفیل آپ کو علم ملا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھ میں معرفت بھی انہی کی توجہات کریمہ کا اثر ہے۔ قیومیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کا شرف بھی انہی کی توجہ سے نصیب ہوا ہے اور مجھ کو بزرگوں کی نظر اور انکے صرف ایک کلمہ سے حیرت انگیز فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیا کرام اور بزرگان دین کے متعلق جس حسن اعتقاد اور عمدہ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے اور وہ موجودہ وقت میں صرف اہل سنت و جماعت میں پایا جاتا ہے اور انہی کا طرۂ امتیاز ہے اور بزرگوں سے یہ عقیدت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہے:۔

۵۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۴۲

"آپ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے اور پھر اس طرح ان سے احکام شریعت کی ترویج و اشاعت فرماتے"۔ ۷۶

اس عبارت میں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صاف طور پر تصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر بزرگان دین کا تصرف کوئی چیز نہیں اور کسی ولی میں تصرف کی قوت و طاقت ثابت کرنا شرک اور ناروا ہوتا تو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل بزرگ ہرگز ہرگز کسی کے لئے تصرف کی قوت تسلیم نہ کرتے۔

ایک مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"تو اے لوگو! متابعت کرو ہمارے سردار، ہمارے مولا، ہمارے شفیع اور ہمارے دلوں کے طبیب جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ ۷۷

مندرجہ بالا عبارت میں حضور نبی کریم ﷺ کو طبیب قلوب فرمایا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو بیمار دلوں کی درستی، اصلاح اور علاج کی قوت و طاقت نہ عطا فرمائی گئی ہوتی تو آپ ہرگز طبیب قلوب نہ ہوتے تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے استعمال نہ کرتے۔

پیر کامل کے ثبوت تصرف کیلئے مندرجہ ذیل عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید

۷۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ ۷۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۱

تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

'آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا صاحب تصرف پیر اپنے ذی استعداد مرید کو اپنے تصرف سے اسکی استعداد سے بلند مراتب تک لے جاسکتا ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔۔اس کا جواب یہ ہے ہاں واقعی اسکو بلند مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔ مثلاً ایک ذی استعداد مرید ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی نصف راہ تک جانے کی تو اسکا صاحب تصرف پیر اپنے تصرف سے اسکو ولائت موسوی کے بالکل آخری اور انتہائی مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔ ۸ے

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے جو بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے سے گریز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی کوئی قوت اور طاقت نہیں رکھتا اور ساتھ ساتھ اس غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یہی بزرگان دین کے عقائد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ظلم، فریب اور جھوٹ بولنے کا کیسا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ بزرگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت انکی بلند صحبت سے وابستہ

۸ے۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۱۲

ہے اور ناقصوں کی تکمیل انکی توجہ شریف پر موقوف ہے۔ ان
بزرگوں کی نظر تمام امراض قلبی سے شفا بخشتی ہے اور انکا التفات
باطنی اور روحانی علتوں اور خرابیوں کو دفع کرتا ہے۔ انکی ایک توجہ
سو ۱۰۰ چلوں کا کام کرتی ہے اور انکا ایک دفعہ التفات فرمانا
برسوں کے ریاضات اور مجاہدات کے برابر ہے''۔۹ے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصرف اولیا اللہ کا مسئلہ بالکل حق اور درست ہے
۔تمام سلف صالحین اور اہل تحقیق کا یہی مسلک ہے۔ اللہ تبارک وتعالی سلف صالحین کے
عقائد پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عنایت کرے۔

۳۵۔ عظمت اولیاء کرام

پوری دنیا میں جن مبارک ہستیوں نے اللہ تعالی کا نام بلند کیا دین حق
کی اشاعت کیلیے اپنے لمحات زندگی وقف کئے اس کی خاطر مصائب و الام
برداشت کئے ۔انسانی نفوس کا تزکیہ کیا انکو اعتقادی ، روحانی اور عملی و اخلاقی
غلاظتوں سے پاک اور صاف کر کے حسن اخلاق، احسن عمل، حسن اعتقاد اور
روحانی طہارت و پاکیزگی کا راستہ دکھایا اور ایثار و قربانی کی زندہ جاوید روایات
قائم کیں۔

۹ے۔ مکتوبات امام ربانی ، دفتر دوم، مکتوب ۲۳

حسب سابق عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کے چند ایک ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ انکا مطالعہ دین و ایمان کے لٹیروں سے ایمان بچانے کا باعث بن سکے:۔

☆ پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں حق تعالیٰ جل وعلا کیلئے کرتے ہیں نہ اپنے نفس کیلئے۔۸۰

''الحمدللہ سبحانہ آپکے مکتوب گرامی سے فقرا کی محبت اور انکی توجہ کا اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔درویشوں کی توجہ کا اعتقاد اور انکی محبت سرمایہ سعادت ہے کیونکہ یہ (بزرگ) لوگ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں اور یہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والی وہ مبارک قوم ہے جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کفار پر نصرت و کامیابی کیلئے فقرا اور مہاجرین کے طفیل حق تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔ (شرح سنہ ۱۲ مشکوٰۃ) اسی طرح نبی کریم ﷺ

۸۰۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۹

نے ان (اولیاء) کے متعلق ارشاد فرمایا ''بہت سے
پراگندہ بال، گرد آلود، بندے ایسے ہیں جنہیں دروازوں
سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ
تعالیٰ انکی قسم پوری فرماتا ہے''۔ ۸۱

''حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ اس گروہ اولیاء کی محبت پر استقامت
نصیب فرمائے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے یہ وہ
لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں اور ان سے انس رکھنے
والا محروم نہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں نامرادی نہیں یہ
لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں انکو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے
۔جس نے ان کو پہچان لیا خدا کو پالیا انکی نظر دواء اور ان کا کلام
شفاء ہے اور انکی صحبت ضیاء اور رونق بخشتی ہے جس نے انکے
ظاہر کو ہی دیکھا وہ خائب و خاسر ہوگیا اور جس نے انکے باطن کو
دیکھا وہ نجات اور فلاح پا گیا کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا
ہے'' اے اللہ تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے انکو
پہچانا اس نے تجھے پہچانا اور جب تجھے نہ پہچان سکا انکو بھی نہ

۸۱۔ مسلم بروائت ابی ھریرہ ۱۲ مشکوٰۃ، مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۴۷

پہچان سکا یعنی انکی شناخت اور تیری شناخت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی''۔۸۲

''حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے پہنچنے میں حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع المرسلین الصلوٰۃ والسلام درمیان میں واسطہ اور ذریعہ ہیں۔۔۔۔اس تخصیص کی تائید کرتا ہے۔وہ واقعہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ منبر پر جلوہ افروز ہو کر علوم و معارف بیان فرمارہے تھے کہ دوران وعظ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا۔شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا اے اسرائیلی ادھر آ اور محمدی کا کلام سن۔''۸۳

''اس عارف کامل کی ظاہری صورت اس کے باطن کے اعتبار سے بالکل اس طرح ہے جس طرح کپڑا پہننے والے کے ساتھ کپڑے کی نسبت۔پس دوسرے (عوام) اس یعنی عارف کی حقیقت کو کیا پاسکتے ہیں اور اس کے متعلق کیا سمجھ سکتے ہیں اور اسے اپنی حقیقتوں اور صورتوں کی مثل تصور کرنے کے سوا اور کیا

۸۲۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۲ ۸۳۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

کر سکتے ہیں ایسے عارف کامل کی پہچان اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔'' ۸۴

''بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود درحقیقت کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور انکی دعوت الی الحق رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا انکی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ لوگ اہل زمین کیلئے باعث امن ہیں اور زمانے کیلئے غنیمت۔ حدیث شریف میں انکی شان میں یوں وارد ہے۔'' انہی اولیاء کے طفیل بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلے سے مخلوق کو رزق ملتا ہے'' انکا کلام دوا اور انکی نظر امراض باطنہ کیلئے شفاء ہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔'' ۸۵

اولیاء اللہ کی بزرگی، عظمت، رفعت شان اور فضائل کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارتیں آپ کے سامنے ہیں ان عبارات میں جس انداز اور جس صراحت ووضاحت سے بزرگان دین کی عظمت اور جلالت شان کا اظہار کیا گیا ہے وہ کسی تشریح وتوضیح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔

۸۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۴۷
۸۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۹۲

۳۶۔ محبت اولیاء کرام

اولیاء اللہ کی محبت اہلسنت وجماعت کا طرۂ امتیاز ہے اسی محبت کی بنا پر علماء اہل سنت اولیا کرام کی مدح وثنا میں رطب للسان رہتے ہیں انکے آستانوں پر حاضر ہوتے اور انکی رضا جوئی اور خدمت گزاری کو سعادت جانتے ہیں۔ قاعدہ اور دستور ہے جس سے محبت اور انسیت ہوتی ہے انسان اسکا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اپنے محبوب کے خلاف ادنی بات بھی سننا گوارہ نہیں کرتا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ محبت ووابستگی کتنی بڑی دولت وسعادت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اہل سنت وجماعت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس دولت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

> ''یہ کس قدر سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول فرمالیں چہ جائے کہ اس سے محبت کریں اور اپنے قرب سے سرفراز فرمائیں۔''[۸۶]

> ''اس طائفے (اولیاء اللہ) کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور اس گروہ سے بغض رکھنا

۸۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۷

زہر قاتل ہے اور انکی عیب جوئی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلاء سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اے مولا کریم تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے ٹکرا دیتا ہے۔'' ۸۷ ؎

''فقراء کے آستانے کی جاروب کشی دولت مندوں کے ہاں صدر نشینی سے بھی بہتر ہے۔'' ۸۸ ؎

''اس گروہ کے بیان میں جو اولیاء اللہ کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ اس گروہ کی مذمت وہجو شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے۔'' ۸۹ ؎

''اپنے مربی (پیر و مرشد) کی طرف پوری توجہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس دولت (معرفت) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ یہی ہے۔ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت اور غیر حاضری کے وقت ہر حال میں اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے آداب کی رعایت اچھی طرح کرنی چاہیے اور ان بزرگوں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ تصور کریں۔ فلاح اور نجات کا راستہ یہی ہے۔'' ۹۰ ؎

۸۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۰۶
۸۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۳۲
۸۹۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۳۹
۹۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۱۸

''اس محبت کو دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ تصور کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے اس پر مضبوطی اور استقامت کی دعا کرتے رہیں۔ احکام شرعیہ کی بجا آوری کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطن کی جمعیت کا حصول اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر سارے جہان کی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں مگر اولیاء کرام کی محبت کا رشتہ قائم رہے تو کچھ غم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔'' ۹۱

''درویشوں سے محبت اور انکے ساتھ ربط والفت اور انکے ارشادات سننے کا شوق اور ان کے طور طریقوں کی طرف میلان، خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اور عظیم ترین دولت ہے۔ مخبر صادق (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے کہ انسان انکے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسکو پیار ہوتا ہے لہٰذا ان اولیاء اللہ کا دوست انکے ساتھ ہے اور حریم قرب میں انکے طفیل پہنچ کر رہے گا''۔ ۹۲

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کاملین کی سچی محبت وعقیدت عطا فرمائے اور ان پاک

۹۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۳۵ ۹۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶

لوگوں کے ساتھ حشر فرمائے اور سعادت دارین سے مالا مال فرمائے (آمین)

۳۷۔ وسیلہ واستمداد

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا، اپنی حاجات چاہنا اور دینی و دنیوی مشکلات و مہمات میں کاملین کو ذریعہ اور واسطہ جانتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز و درست ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے عبارتیں پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال سے واقفیت اور آگاہی حاصل ہو۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

> "اے برادر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ولائت محمدی علیٰ صاحبہا والصلوٰۃ والسلام وتحیہ کے حامل ہیں اسلئے زمانے کے قطب، ابدال، اوتاد جو تارک دنیا اولیاء ہیں اور جن پر ولائت کا رنگ غالب ہے ان سب کی تربیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد اور اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب جس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں اس کا سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت اور رعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ اور اس معاملہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا

اور آپکے دونوں صاجزادے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپکے ساتھ شریک ہیں۔'' ۹۳

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب کے اس اقتباس سے واضح ہوا۔ قطب، ابدال، اوتاد وغیرہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بزرگ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے میں مولا علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے محتاج ہیں۔ اس تربیت اور مدد دینے میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپکے لخت جگر حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک ہیں۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام اور بہت سی مہمات اپنے کامل اولیاء کے سپرد کر رکھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ دائماً اور ہمہ وقت اولیاء امت کے حالات و مدارج کی طرف رہتی ہے ورنہ تربیت کیسی۔ تمام دنیا کے اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کے نیچے ہیں اور آپکے علم میں ہیں ورنہ جس کا علم نہ ہو اس کی مدد و اعانت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں:

''اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد و اعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا

۹۳۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۱

اور دوستوں کی مدد کرنا مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔''۹۴

اکابر اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ بلاشبہ مدد فرماتی ہیں۔دشمنوں کو اپنے تصرف اور روحانی قوت سے ہلاک کرتی ہیں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد و نصرت فرماتی ہیں۔انکی یہ مدد و نصرت اس طرح اثر دکھاتی ہے کہ گویا وہ اپنے اجسام طاہرہ کے ساتھ مدد و اعانت فرمارہے ہیں

اولیاء کرام کی محبت، عظمت اور عقیدت سے اپنے دل کو منور رکھنا چاہیے۔اولیاء کرام کے حضور میں التجاء و تضرع کو اپنی عادت اور دستور بنایا جائے۔اولیا کرام رحمۃ اللہ علیہم کی محبت و عقیدت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور واسطہ جانے۔اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''بہر صورت گروہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء و تضرع کو عادت اور اپنا طریقہ بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا فرمائے اور پورے طور پر اپنی ذات کی طرف کھینچ لے۔''۹۵

حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خورد

۹۴۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۳۹ ۹۵۔مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۷۳

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ظاہری پیرو مرشد رکھنے کے باوجود وصال یافتہ بزرگوں سے مدد حاصل کرتے رہے اسی بنا پر اویسی النسبت کہلائے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود ظاہری پیر (یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے چونکہ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے اسلئے انکو بھی اویسی کہا جاتا ہے اور اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے ظاہری پیر (سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی طرح کی امداد خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے حاصل کی ہے اسلئے یہ بھی اویسی کہلائے۔'' ۹۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیر کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر کی وہ ذات ہے جس سے تجھ کو ذات حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد و اعانت اس راہ میں اس سے تجھ کو ملتی ہے۔'' ۹۷

حضور غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

۹۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۱۲۱
۹۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۹۰

قضاء مبرم کو تبدیل کرنے کی طاقت اور ہمت رکھتا ہوں اس ضمن میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

''میرے قبلہ گاہ (خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہٗ) فرماتے تھے کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت ومجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تبدیل کرسکتا ہوں۔'' ۹۸

حضرت امام ربانی مجدد کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعہ اور واسطہ سے پہنچتے ہیں اگر چہ وہ فیض لینے والے قطب واوتاد ہوں یا ابدال ونجباء ہوں۔'' ۹۹

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ، میں مدت تک رکا رہا آخر ایک بزرگ کے مزار شریف پر حاضری کا موقع نصیب ہوا اس مدفون بزرگ نے تو اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی حقیقت پورے طور پر ظاہر فرمادی اسی دوران نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح بھی مجھ کو تسلی دینے کے لئے تشریف لائی۔

اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ ہو:۔

۹۸۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۲۱۷ ۹۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۴

''یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اس دوران اللہ جل شانہٗ کی عنایت شامل حال ہوگئی اور معاملہ کی حقیقت پورے طور پر منکشف ہوگئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کی روح مبارک بھی تشریف لائی اور میرے دل غمگین کو تسلی دی۔''۱۰۰

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان خطوط جو آپ نے اپنے پیر و مرشد شیخ الشیوخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو لکھے ہیں جا بجا آپ کو پیر دستگیر سے یاد فرمایا ہے نیز آپ نے فرمایا ہے:

''راہ بین اور راہ نما پیر کی تلاش جو وسیلہ بن سکے، کا بھی شرعاً حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے لوگو! اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔''۱۰۱

مسئلہ وسیلہ و استمداد کی تائید و حمایت میں مکتوبات امام ربانی سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے اسلئے صرف مندرجہ بالا عبارات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۱۰۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۲۰ ۱۰۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۵۹

۳۸۔ ایصال ثواب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب ارواح کو بخشنا جائز اور درست ہے اور ان کو یہ ثواب پہنچتا بھی ہے اور یہ مسئلہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و مذہب ظاہر کر دینا مناسب و موزوں ہے لہٰذا اس مسئلہ پر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

''اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دعا و صدقہ کے ذریعہ انکی مدد کرتے رہو کیونکہ میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مردہ ہر وقت اپنے باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔''[۱۰۲]

''دعا و استغفار اور صدقہ خیرات کے ذریعہ مرنے والے کی امداد کردی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہو تو مردہ بھی اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا

۱۰۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۸۹

کا منتظر رہتا ہے۔ اور جب اسے قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا وما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کو پہاڑوں جتنی رحمت کی شکل دیکر اہل قبور کی قبروں میں داخل کرتا رہتا ہے اور زندوں کی طرف سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے اصل تحفہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔'' ۱۰۳

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں:

''آپ نے جو نیاز درویشوں کیلئے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی۔'' ۱۰۴

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ وعلی جمیع اہل بیتہ الصلوات والسلام کی زوجہ پاک ہیں اور حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کی منظور نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ یہ تھا (کہ ایصال ثواب کیلئے) اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف آل عبا کی روحوں کو بخشتا تھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ،

۱۰۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰۲ ۱۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۳۲

حضرت فاطمۃ الزہرا، اور حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام عرض کیا مگر حضور انور نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا ''میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے'' فقیر اس وقت جان گیا کہ مجھ سے چہرہ مبارک پھیرے رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس ایصال ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایصال ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواج مطہرات کو کہ یہ بھی حضور کے اہل بیت میں داخل ہیں، شامل کرتا ہے اور ان تمام اہل بیت سے وسیلہ پکڑتا ہے۔''[۱۰۵]

۳۹۔ عرس کا ثبوت

کسی ولی اللہ کے وصال کے دن یا کسی دوسرے روز اس کی قبر پر یا کسی اور جگہ مسلمانوں کا جمع ہو کر اس بزرگ کے مناقب و کمالات اور سیرت و اخلاق کا تذکرہ

۱۰۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶

کرنے، لوگوں کو اس کے اخلاق اور اس کی سیرت کی پیروی کی ترغیب دینے اور کوئی چیز پکا کر ایصالِ ثواب کرنے کا نام عرس ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک قسم کا تبلیغی اجتماع ہے اور لوگ ایک ولی اللہ کی عقیدت کی بناء پر بغیر کسی دقت واشتہار کے جمع ہو جاتے ہیں اور دین کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں تازگی ایمان کا سامان میسر آجاتا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب بزرگانِ دین وصال فرما جائیں اور مرشدِ کامل میسر نہ آئے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ تا کہ دین و ایمان سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا "گذشتہ بزرگوں کے حالات وارشادات پڑھا اور سنا کرو"۔

عرس ایسی ہی مجلس کا نام ہے جس میں کاملین کے حالات، ان کی سیرت پاک، ان کے ارشاداتِ عالیہ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا بیان اور تذکرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایماندار ایسی مبارک روح پرور، پند و نصیحت سے لبریز محفل کو حرام اور بدعت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اہلسنت و جماعت جس عرس کو جائز کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

خواہشات و منکرات، فسق و فجور، لہو و لعب اور ناچ گانے کی مجالس نہ عرس ہیں نہ ان کو عرس کا نام دینا روا اور درست ہے اور نہ ایسی مجالس شنیع کو اہلسنت و جماعت جائز اور مستند کہتے ہیں۔ جو شخص ان مجالس قبیحہ کو سامنے رکھ کر اصل عرس کی مذمت و تضحیک کرتا ہے اور حرام و بدعت قرار دیتا ہے وہ سراسر زیادتی کرتا ہے اور ذکر خیر کو روکتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں تبلیغ دین سے لوگوں کو منحرف کرتا ہے۔ اب ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کے اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

آپ حضرت شیخ فرید قدس سرہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت خواجہ جیو قدس سرہٗ کے عرس مبارک کے ایام میں فقیر دہلی آیا۔ ارادہ تھا حضرت (شیخ فرید) کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہو۔ آنے کی تیاری میں ہی تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کی خبر مشہور ہوگئی تو ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔'' ۱۰۶

یہ عبارت بصراحت بتا رہی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کسی بزرگ کے عرس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ عرس میں شرکت یا عرس کے لئے سفر اگر بدعت ہوتا تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے منع فرماتے کہ آپ بھی عرس میں شرکت نہ کیا کریں۔ مگر سارے مکتوبات کو چھان دیکھیے کسی بھی جگہ ممانعت عرس نہیں ملے گی۔ حالانکہ حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں عرسوں کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

۴۰۔ تصور شیخ

اپنے مرشد کی صورت کا نقشہ دل میں حاضر کرنا اور اس کے واسطے سے فیض ربانی کا منتظر ہونا ایک جائز اور درست فعل ہے اور صوفیاء و مشائخ کے طریقت کا معمول بہ عمل ہے۔ حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے تصور شیخ کے جواز و صحت کی مکتوبات شریف

۱۰۶۔ حضرت امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۴۳

میں تصریح اور اس کی برکات اور فوائد بیان فرمائیں ہیں۔ لہذا حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کے مسلک و مشرب کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''خواجہ محمد اشرف صاحب نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی ورزش کے متعلق لکھا تھا کہ ''نسبت رابطہ (تصور شیخ) کا اس حد تک غلبہ ہو چکا ہے۔ کہ نماز کے اندر بھی اپنے شیخ مقتدا کو مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) جانتا اور دیکھتا ہے۔ بالفرض تصور شیخ کو ہٹانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو نہیں ہٹتا۔'' اے محبت والے یہ دولت (تصور شیخ کی یہ کیفیت) وہ شے ہے جس کی طالبانِ صادق آرزو رکھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ (تصور شیخ کی اس کیفیت) کا حامل فیض معرفت کیلئے مستعد اور اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق یہ احتمال ہے کہ صرف چند روزہ صحبت سے اپنے شیخ مقتدا کے کمالات اپنے اندر جذب کر لے، نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی نفی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ تو مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہے نہ کہ مسجود لہٗ (جس کو سجدہ کیا جائے) مسجدوں و محرابوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ ان

کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے) ایسی دولت کا ظہور سعادت مند
لوگوں کو میسر آتا ہے۔ تاکہ تمام حالات میں صاحب رابطہ (شیخ
مقتدا کو فیض کا واسطہ جانتے رہیں اور تمام اوقات اسی شیخ مقتدا
کی جانب متوجہ رہیں) ان بے نصیبوں کی طرح نہیں جو اپنے
آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔ اور اپنی توجہ کا قبلہ اپنے شیخ سے پھیر
لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ طریقت کو تباہ و برباد کر لیتے
ہیں۔'' ۱۰۷

نسبت رابطہ (تصور شیخ) وہ عظیم دولت ہے جس کی طالبانِ صادق تمنا کرتے ہیں ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت و سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ایسی نسبت کا حامل ذی استعداد ہوتا ہے۔ ایسے شخص میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسا شخص چند روزہ صحبت سے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا تصور شیخ کی نفی کرنا اور اسے اپنے دل سے ہٹانا اچھا نہیں۔ کیونکہ نماز میں بھی اگر بے اختیار اس تصور کا غلبہ رہتا ہے تو اس تصور کو محض مسجود الیہ کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح مساجد اور مساجد کے محراب۔ اس تصور کی حیثیت مسجود لہٗ کی نہیں کہ شرک لازم آئے اور اس کی نفی کی ضرورت پڑے۔ مکتوبات امام ربانی میں اس عبارت کے علاوہ بھی تصور شیخ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے اور اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے۔

۱۰۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۰

۱۴۱۔ محفلِ میلاد شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے ذکر ولادت، آپ کے معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ کے بیان کی مجلس کو مجلس میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف ومحامد جس مبارک محفل میں بیان ہوں اسے محفلِ میلاد کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی ومسرت کی اور کیا بات ہوسکتی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا ذکر ولادت سنے، حضور ﷺ کے معجزات اور سیرت طیبہ کے حالات سن کر اپنے قلب کو منور اور حلاوت ایمانی میں اضافہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے نزدیک جان، مال، اولاد اور ماں باپ غرض ہر شے سے زیادہ حضور ﷺ کی ذات محبوب ہے۔ پھر شرع شریف میں نیک مجالس کے قیام کی ترغیب موجود ہے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ سے رشتہ محبت کی بناء پر اہل اسلام وقتاً فوقتاً حسب حالات اس طرح کی محافل ومجالس کا انعقاد کر کے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں بھی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ امر واضح ہوجائے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک کون لوگ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

> ”آپ کے خط میں مولود خوانی کے متعلق درج تھا (سو اس کا جواب یہ ہے) کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اور حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو

اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف
میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور
موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی
جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن میں تبدیلی واقع
نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح
کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔"[۱۰۸]

مولود خوانی یا مجلس میلاد (محفلِ میلاد) کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارت
آپ کے سامنے ہے۔ جس میں حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے مولود خوانی یا مجلس
میلاد کا انعقاد درست اور جائز قرار دیا ہے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں اور نہ اس کے انعقاد
میں کوئی حرج یا مضائقہ ہے۔ آپ نے ناروا چیزوں کی وضاحت کی ہے کہ نعت خوانی کو
موسیقی یا گانے کا رنگ دیا جائے۔ تالیاں بجائی جائیں اور اس طرح کی بے ہودہ حرکات
کا مظاہرہ کیا جائے یا قرآن حکیم گانے کی طرز پر پڑھا جائے جس سے اُس کے الفاظ ہی
تبدیل ہو جائیں اور ان میں تحریف واقع ہو جائے۔ اس طرح کی صورتحال بلاشبہ غلط اور
ناجائز ہے۔ محفلِ میلاد کی وہ مجلس جو ان قباحتوں سے پاک ہو وہ ٹھیک ہے اس کی
ممانعت نہیں۔

۴۲۔ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے

۱۰۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۷۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے۔

''ادائے فرائض میں خصوصاً کوشش کرنی چاہیے اور حلت وحرمت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے اور عبادات نوافل کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں خس و خاشاک کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیے۔ اس زمانہ میں لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو بے اعتبار جانتے ہیں۔''۱۰۹

۴۳۔ نماز تہجد کو باجماعت ادا کرنا خلاف سنت ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''طریقہ علیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی نئی باتیں نکالی ہیں اور ان بزرگواروں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ ان کے بعض مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی باتوں نے اس طریقہ کو کامل کر دیا ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ منہ چھوٹا اور بات بڑی۔ بلکہ انھوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے

۱۰۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۸۲

میں کوشش کی ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام ونشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ تہجد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور جمعیت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے۔ بکراہت تحریم۔ بعض فقہاء نے جن کے نزدیک تداعی (یعنی ایک دوسرے کو بلانا) کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔ تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا اور نماز تہجد کو اس وجہ سے تیرہ رکعت جانتے ہیں جن میں سے بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت کو بیٹھ کر۔ تاکہ ایک رکعت کا حکم پیدا کریں اور اس سے مل کر تیرہ ہو جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے جو کبھی تیرہ رکعت ادا کی ہیں اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی نو اور کبھی سات تو اس میں نماز تہجد کے ساتھ وتر نے مل کر فردیت کا حکم پیدا کیا ہے۔ نہ یہ کہ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرنے کو کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس قسم کے علم وعمل کا باعث سنت سنیہ مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عدم اتباع ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء ہی کے شہروں میں جو

مجتہدین علیہم الرضوان کا وطن ہے اس قسم کے محدثات اور بدعات رواج پا گئے ہیں، حالانکہ ہم فقیر اسلامی علوم انہی کی برکت سے حاصل کرتے ہیں۔ واللہ سبحانہ الملھم للصواب۔ اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے، غم دل کو ظاہر اس لئے نہیں کرتا کہ ڈرتا ہوں کہ میرا دل ہی سُن سُن کر آزردہ نہ ہو جائے''۔[110]

۴۴۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کے مقلِّد تھے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:۔

''حاسدوں کے بے جا تعصب اور فاسد نظر پر افسوس! ہزار افسوس!!! امام ابو حنیفہ فقہ کے بانی ہیں۔ تین چوتھائی فقہ ان کے لئے مسلّم ہے جبکہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ امام ابو حنیفہ ہیں اور باقی سب اُن کے بال بچے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں

۱۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۶۸

لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انھیں بزرگ جانتا ہوں۔ اس لئے بعض نفلی کاموں میں اُن کی تقلید کر لیتا ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ دوسرے آئمہ مجتہدین کو وافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں"۔[111]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے حنفی مذہب کی حقانیت و قبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو یہ بھی بتایا تھا آپ لکھتے ہیں:

"بغیر تکلف کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کشف کی نظر سے اس مذہب حنفی کی نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور ظاہری نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم متبعین امامِ ابوحنیفہ پر مشتمل ہے۔ علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب حنفی اُصول وفروع میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔"[112]

۱۱۱۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر، دوم، مکتوب نمبر ۵۵ ۱۱۲۔ ایضاً

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے:

''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ قریب ہے کہ ظاہرین علماء حضرات عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمال دقت اور غموضِ ماخذ کے سبب انکار کریں گے اور کتاب و سنت کے خلاف جانیں گے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع وتقویٰ کی برکت سے اور متابعتِ سنت کے باعث اجتہاد واستنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسروں کا فہم اُس کے سمجھنے سے عاجز وقاصر ہے اور اُن کی مجتہدات کو دقتِ معانی کے سبب کتاب وسنت کے خلاف جانتے ہیں اور انھیں اور اُن کے ساتھیوں کو اصحابِ رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے علم ودرایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے کے باعث ہے۔ امام اعظم کی فراست دیکھیے امامِ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دقتِ فقاہت سے جب کچھ حصہ ملا تو بیساختہ کہا اُٹھے کہ تمام فقہاء ابوحنیفہ کے

بال بچے ہیں۔ بَانَّ النَّاسَ فِیْ فِقْهٖ عَیَالٌ عَلٰی فِقْهِ الْاِمَام اَبِیْ حَنِیْفَة افسوس اُن قاصر نظر لوگوں کی جرأت پر ہے جو اپنے نقص کو دوسرے کے سرمنڈھتے ہیں۔۔۔ اور اسی مناسبت کے باعث، جو امام اعظم سے حضرت رُوح اللہ رکھتے ہیں، یہ ہوگا۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصولِ ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب حنفی کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافقت رکھے گا، یہ نہیں کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حنفی مذہب کی تقلید کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ پیغمبری اس سے کہیں بلند تر ہے کہ وہ علمائے اُمت میں سے کسی کی تقلید کریں۔''113

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کی فقہی تقلید کرنے والے حنفی، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے مالکی، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کی تقلید کرنے والے شوافع اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے حنابلہ اور سلاسل ہائے روحانی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

113۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر 55

مجددیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور دیگر سلاسل کے متوسلین، مریدین ومعتقدین یعنی نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی یہ فرقے نہیں بلکہ یہ سب اہل سنت وجماعت ہیں۔ گمراہی سے بچنے کے لئے آئمہ مجتہدین میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید بالخصوص فقہ حنفی کی تقلید اور کسی نہ کسی روحانی سلسلہ میں منسلک ہونا لازمی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید وتلقین فرمائی ہے کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت وجماعت کے طریقہ پر چلنے میں ہوگی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان بڑی عقیدت ومحبت کا دم بھرتے ہیں لیکن انکا عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات کے مطابق ہونا ضروری اور لازمی ہے ورنہ انکی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور عقیدت زبانی جمع خرچ اور عامۃ الناس کو دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

ماخذ:

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی: مترجم مکتوبات امام ربانی

۲۔ محمد عبدالحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہ جہان پوری: تجلیات امام ربانی

۳۔ مولانا سعید احمد نقشبندی: مسلک امام ربانی

۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری: ارشادات مجدد



شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور

اغراض و مقاصد

1۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنا

2۔ محفل میلاد النبی ﷺ، محفل گیارہویں شریف اور اولیاء اللہ کے اعراس کو ذریعہ تبلیغ بنانا۔

3۔ محافل کو بامقصد بنانے کے لئے موضوعات کا تعین اور مقررین اور نعت خوانوں کو نئے موضوع پر تحقیقی تقاریر اور مقالہ جات مرتب کرنے کی درخواست پیش کرنا

4۔ مجدد دین و ملت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو نمایاں اور تبلیغی و اصلاحی خدمات کو اجاگر کرنا

5۔ باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات، اسوۂ حسنہ، کردار، اخلاق اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اخبارات، رسائل، ٹی وی، آڈیو ویڈیو کیسٹس، سی ڈیز اور جرائد کے ذریعے لوگوں تک پہنچانا۔

6۔ قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم کا اہتمام کرنا۔

7۔ حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنا۔

8۔ محفل ذکر کے ذریعے روحانی بالیدگی اور درس قرآن کی صورت میں روز مرہ زندگی کے مسائل کا حل سے نوجوان نسل کو روشناس کروانا۔

شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام شعبہ جات

- جامع مسجد و مدرسہ شیر ربانی کی تعمیر
- ہفت روزہ محفل ذکر
- ہفت روزہ درس قرآن
- ماہانہ محفل میلاد
- سالانہ محفل میلاد میں خواتین کی شمولیت کا باپردہ اہتمام
- سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ تقریبات کا انعقاد
- جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی
- شیر ربانی [illegible]
- شیر ربانی لائبریری
- مکتبہ شیر ربانی
- مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر
- آڈیو ویڈیو کیسٹس، سی ڈیز

رابطہ مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر چوک شیر ربانی،

شیر ربانی روڈ 21۔ بلاک سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

0092-42-7562424/7571809

0300-4299321/0321-7574414

مذہب اہلسنت وجماعت کی حقانیت

مذہب اہلسنت وجماعت کی حقانیت کے بارے میں اور اس کے ناجی گروہ ہونے کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

اگر کہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہلسنت وجماعت ہی ناجی فرقہ ہیں اور یہی راہ راست ہے اور اللہ والوں کا راستہ ہے اور باقی تمام راستے (فرقے) جہنم کی طرف جاتے ہیں اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور اسی کا مذہب برحق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف دعویٰ کردینا برحق ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے دلیل چاہئے اہلسنت وجماعت کے برحق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ یہ دین اسلام نقل سے ثابت ہے، پرکھ کیلئے مجرد عقل کافی نہیں ہے جبکہ اہلسنت کی حقانیت متواتر اخبار کے ذریعے ثابت ہوتی ہے اور احادیث اور آثار میں غور وخوض کرنے سے یہ یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین اور ان سے بعد کے تمام بزرگ یہی عقائد رکھتے تھے اور اسی طریقے پر تھے اور مذہب وارشادات اکابر میں بدعت وہوس کی ملاوٹ صدر اول کے بعد ہوئی اور صحابہ وسلف متقدمین میں سے کوئی ایک بھی اُنکے طریقے پر نہ تھا وہ ایسے راستوں سے بری تھے۔ بزرگوں کی محبت وصحبت کے رشتے کو دوسرے فرقوں نے توڑ دیا اور اس کا رد کیا اور صحاح ستہ ودوسری مشہور ومعتمد کتب احادیث کہ اسلامی احکام کا جن پر دارومدار ہے اور چاروں مذاہب کے آئمہ مجتہدین وفقہاء وغیرہ سب زمرۂ اہلسنت وجماعت سے تھے۔ سب اسی مذہب پر تھے اور اشاعرہ وماتریدیہ کہ اصول کلام کے امام تھے انہوں نے بھی سلف صالحین کے مذہب کی تائید کی اور اسے عقلی دلائل سے ثابت کیا اور جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اسے موکد کیا، اسی وجہ سے اس جماعت کا نام اہلسنت وجماعت پڑ گیا۔ اگرچہ ناجی گروہ کا یہ نام بعد میں رکھا گیا لیکن ان کا مذہب اور عقیدہ قدیم ہے اور ان کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اتباع کرنا اور سلف صالحین کے آثار کی اقتدا کرنا اور نصوص کو ان کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔

اشعۃ اللمعات، جلد اوّل، ص: ۱۳۰، ۱۳۱